کلیات اعلیٰ شاہ کلکتہ



در مطبع حیدرآباد دکن طبع شد



ذلک فضل من الله

دیوان عالیجناب نواب میر عابد علیخان بهادر متخلص بعابد خلف نواب صولتجنگ مرحوم

مذاق عابد

معروف بنام ریختی لعبتی

نغمهٔ طرب ۱۳۰۶

بحسن سعی ملانا مولوی محمد سعید الله صاحب باهتمام جگت نراین صاحب

در مطبع خیرخواه دکن واقع چهار مینار حیدرآباد دکن زیور طبع پوشید

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مطلعِ حمدِ خدا کیوں نہو نادر اپنا
منھ چھپاتا ہے جسے دیکھ کے نیّر اپنا

رہنما فنِ سخن میں ہے جو شاعر اپنا
ہے سخن اسلیئے مقبولِ اکابر اپنا

نورتن بندشِ الفاظ سے ہے جسکی خجل
مطلعِ نعت ہے وہ سلکِ جواہر اپنا

ہو ثنا صاحبِ لولاک کی کسطرح ادا
کہ وہاں فہمِ رسا ہوتا ہے قاصر اپنا

ہم گنہگار رہیں کسلیئے خوفِ عصیان
جب کہ رحمان ہے ہر حال میں غفار اپنا

کیونکر حاصل ہو ہمیں نصرت دین و دنیا | جب مددگار ہو ہر وقت نبی ناصر اپنا

سینہ بے کینہ بفیض نبوی ہے اپنا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم

بخدا ایک ہی ہے ظاہر و باطن اپنا

قلم جاری ہے وصف احمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم کا | ہے عرصہ تنگ لوح ایزدی کا



کرے کیا مبتدی نعت پیمبر | نہیں ہے حوصلہ یہ منتہی کا



گیا عرش بریں پر پہنے نعلین | کہوں کیا رتبہ شاہ ہاشمی کا



رہا سدرہ پہ جبریل امین نے | نہ پایا جب کہ یارا ہمرہی کا



عرب بے عین ہے وہ در حقیقت | یہ ہے سر خفی ذات نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم کا



حبیب خاص ہے تم کبریا کے | کہ تم پر خاتمہ ہے عاشقی کا



اللہم صلی علی محمدن الامی بعدد کل معلوم لک

پیمبر سب ہین مانندِ مریدان — محمدؐ کو ہی رتبہ مرشدی کا

طفیلی جسکی ہو خلقت خدا کی — ہو دعوی کسکو اوسکی ہمسری کا

نمازِ عاشقی ہی شیوہ خاص — اماموںکو ہی رتبہ مقتدی کا

تصدق سے تمہارے حشر تک ہو — چراغِ خاص روشن آصفی کا

امیر

یہی ہی التجا محشر مین میری

خطاب بندہ کو ہو یا امتی کا

مین تجھ بندہ ہون تیرا اور تو صاحب میرا — حق عطا کر دی مجھے جو کہ ہی واجب میرا

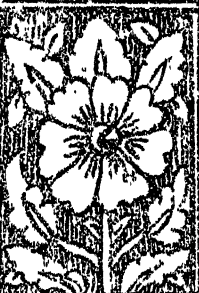
نہیں کچھ بین مین بن تیری کسیسے مطلب — تو جو مطلوب ہوا حق ہو طالب میرا

ہی سب ظاہر و باطن مین کوئی تیرے سوا — دہیان رہتا ہی اسی بات پہ غالب میرا

دیکھوں جب اپنے کو میں تو نظر آتا ہے مجھے | روح تو تو ہی ہے سمجھو تو ہی قالب میرا
تجھکو گر دیکھ لیا دیکھا خدا کو بیشک | قول تیرا ہے کہ آدم ہوا نائب میرا
دلمیں اللہ ہی کہوں منھ سے نکالوں یا رب | طائر جان ہوا صحبت سے غائب میرا



احمدو عنایت ہم حافظ و ناصر تو ہی
ثم باللہ تو ہر دم ہی مخاطب میرا





جب تک متوجہ تو مسیحا نہیں ہوتا | اپنا دل مردہ بھی زندہ نہیں ہوتا
کیا وصل میں فرقت کا الم ہو سکے ظاہر | جب عہد و وعدہ ہی بیگانہ نہیں ہوتا
تیرے ہی بوسے گرم تو وصل نہ گزرے | سرسبز میرا نخل تمنا نہیں ہوتا
کیوں جا کے تیرے در کا گدا چھوڑ کے تیرا در | حاصل کبھی مشتاق ہو دل کو یہ تسکین نہیں ہوتا

کیا حال دل زار بیان کیجیے تجھ سے
یہ قصہ تو برسون مین بھی پورا نہین ہوتا

ہمدم ہی بشر ذات خدا سے ارے ناصح
تو دیکھتا گر آنکھ پہ پردہ نہین ہوتا

مین تجھ سے موجود ہون معتا نہین معدوم
قدمون سے جدا جیسے کہ سایہ نہین ہوتا

مین اوسکی گلی چھوڑکے کعبہ کو جو جاؤن
ای واعظ تو کیا حج وہان اپنا نہین ہوتا

عابد نے تجھے جانا کہ تو معبود ہی برحق
ہی حق تو یہی دوسرا تجھسا نہین ہوتا

واعظ سجدا قائل گفتار ہون تیرا
ای شیخ بحق واقف اسرار ہون تیرا

ای کافر چین پرستار ہون تیرا
مین برہمن بستہ زنار ہون تیرا

محشر کا نہ کر وعدہ طلبگار ہون تیرا
ای شاہد ہو طالب دیدار ہون تیرا

مین نقدِ دل و جان لیے ای ثانی یوسف
مانندِ زلیخا کے خریدار ہون تیرا

رحمان تو مین امتی شافعِ محشر
بیخوف ہون ہرچند گنہگار ہون تیرا

دامن سے لگا رہتا ہون کر دو نہ ہرگز
ای نوگلِ خندان چمن خار ہون تیرا

محبوب الٰہی سے ہی معروضۂ غالب
آزاد ہون پر بندۂ سرکار ہون تیرا

یک پل نہ دیدہ بند ہوا انتظار کا
تارونکو علم ہی میری شبہای تار کا

یارب ہو جلد وصل مجھے اپنے یار کا
کیا اعتبار زندگیٔ مستعار کا

خود سوختہ ہون آتشِ رخسارِ یار کا
واعظ مجھے دکھاتا ہی کیا خوف نار کا

مین دیکھتا جدھر ہون نظر آوی ہی وہی
اب بے سمایا آنکھونمین ہی حسن یار کا

بندہ خدا کا امتی خیر الوریٰ کا ہون
فدوی بصدقِ دل ہون سدا ایچ یار کا

شاہِ دکن کی عمر الٰہی دراز ہو
حاصل ہو مقصد اوس شہِ ذی التمدار کا

عابد ہے تجھسے ملتجی اے ناصرِ کریم
بالخیر خاتمہ ہو یہ مشتِ غبار کا

جب تک کہ اونکو شغلِ شراب و کباب تھا
آنکھوں مین شرم تھی نہ نظر مین حجاب تھا

مین نے صنم کو دیکھا سدا بے نقاب تھا
آنکھوں مین شرم تھی نہ نظر مین حجاب تھا

ہم تو نہ حشر بادۂ وحدت جو پی گئے
گم ہو گئی دوئی نہ سوال و جواب تھا

مین فیضِ اہلِ چشت سے ہون ساکن بہشت
ورنہ گنہ سے اپنے سزائے عذاب تھا

خواہش دکھائی دی بتِ عیش کی پھر
جل بھن کے یہ میرا جگر و دل کباب تھا

مانگا تھا ہمنے بوسہ جو سبزہ کارِ حسن سے
وہ دیتے گر سلیں تو کارِ ثواب تھا

اشکونکی لگ گئی تھی جھڑی ہجرِ یار میں
اور اپنا دودِ آہ بشکلِ حباب تھا

ہوجاتی دور میری غشی گر چھڑکتے وہ
اوس گلعذار کا تو پسینہ گلاب تھا

محفل میں اوسکی راہ بھی پائی تو وا نصیب
غیروں پہ التفات تھا مجھپہ عتاب تھا

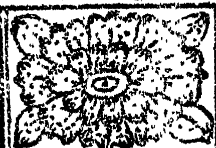
تھی غم سے بلا بھری ہوئی اونکی سرشت میں
اور شکوہ وسرے نکلے لبِ خراب تھا

احوال کیا کہوں شبِ ہجر انکا اپنی میں
مانندِ برق دلکو نہیں اضطراب تھا

مینوش وہ کیا شیخ نے اوس شوخ کو تو پھر
شیشہ بغل میں ہات میں جامِ شراب تھا

افسوس ہمنے ایک نہ پائی شبِ وصال
جبتک کے اوسکا جوش سے فصلِ شباب تھا

غزل میں وصفِ عارضِ دلدار کیا کروں


شرمندہ جسکے رُخ سے سدا آفتاب تھا


دلکو جو موجِ زلفِ صنم پر نگہ گیا
مثلِ حباب عشق کے دریا مین بہ گیا

آشنا ہم وہی ہین محبت کی رہ دکھائے
ہی مرد وہ جو عشق کے صدمونکو سہ گیا

بلبل اسیر تھی اور گل تھے خندہ زن
سیرِ چمن کو صبح جو وہ بھکلہ گیا

ہو واسطے اوسیکے شفاعت روزِ حشر
جو اُمتی رسول صلے اللہ علیہ والہ واصحابہ بارک وسلم کا کر کے گنہ گیا

یہ آستانِ فیض ہی اُمیدگاہِ خلق
آیا تھا جو فقیر یہان ہوکے شہ گیا

محشر مین کیا وہ دولتِ دیدار پائیگا
دنیا مین جو وصال سے محروم رہ گیا

صاحب کی ہوگی نگاہِ کرم اوسکے حال پر
جسنے کہ بندگی نہ کی اور رُو سیہ گیا


عیبا نگر تو فکرِ گنہ کیا سُنا نہین


لاتقنطوا

لاتقنطوا خدا ہی جو قرآن مین کہ گیا

تو یار ہی اغیار کا مین یار ہون تیرا
قربان ہون دل و جان مین ہر بار ہون تیرا

چشم بت سفاک سے کہتا ہی دل زار
ای نرگس بیمار مین بیمار ہون تیرا

بس ہی تیرا جام مئی الطاف و توجہ
اس بادہ پرکیف سے سرشار ہون تیرا

دام دل عالم ہی تیری گیسوئی پیچ
مین ایک نہ ای شوخ گرفتار ہون تیرا

عاشق کا مقولہ یہ سوئی بام ہی تجھ سے
رخ اپنا دکھا طالب دیدار ہون تیرا

یاد ہی مجھسے لپٹ پھر گھڑی جانا تیرا
گدگدی کرکے ہر یکبار ہنسانا تیرا

کسطرح آوے خوش ای یار ستانا تیرا
مجھکو ہنس ہنس کے ہر یکبار رولانا تیرا

حال دل اپنا سناؤ تو وہ یون کہتا ہی — بس کر اب رام کہانی ہی فسانہ تیرا

وہ کمان ابرو ہی یون تیر مژہ سے کہتا — جگر و سینۂ عاشق ہی نشانہ تیرا

فوج اطفال کی ہر کو دمین تہپرتا ہی — قیس کیطرح اگر نکلے دیوانہ تیرا

شرم سے ابر گہربار ہی پانی پانی — دیکھا ہی ابر مژہ اشک بہانا تیرا

آتش ہجر ہی بس شعلہ زبان سینہ مین — کام ہی رسکے مجہ دلکا جلانا تیرا

مثل عنقا مجہے معدوم نظر آتا ہی — ہی کہان اہی گمرہ یار ٹہکانا تیرا

دلمین سمجہی جو تو موج ن اہی قلزم عشق — ہی عجب ایک ہی قطرہ مین سمانا تیرا

داغ دلکا مجہے نشیۂ قیامت ہوگا — فتنۂ حشر ہی چلکر یہان آنا تیرا

اپنے ہی طالب دیدار کا اہی زہرہ جبین — دل دکہانا ہی نہین منہ کو دکہانا تیرا

بین

مین نے آکر تمہی محفلمین یہی بات کہی
مین نیا تو نہین شیدا ہون پرانا تیرا

یاد آتی ہے شبِ وصل کی حالت ہردم
منتین کرنا میرا منہ کو چھپانا تیرا

زاہدون پاس ہوا بیٹھہ کے عالم مشہور
عاشق ایسا کوئی مینوش دکھانا تیرا

از نگاہِ قہر او فریاد چون آریم ما
راہِ عشقش را خداوند طلبگاریم ما

حاجیِ بطحا و در یثرب چہ زنّاریم ما
برہمن آسا بہ بتخانہ پرستاریم ما

حق شناسیم و دلِ ما نیست از منصور کم
حاکمِ شرعی کجا گو قابلِ داریم ما

ہر دو مذہب را کسی بہتر نمیداند ز ما
تار و پودِ سبحہ و زنّار میداریم ما

گرم گردد سرِ ما از شرابِ سرخ گون
تا ز شربِ ساغرِ دیدار سرشاریم ما

تاب فرقت دل ندارم چه اظهار سخن بین — آه سرد و رنگ زرد و روز و شب زاریم ما

کار ما عصیان مدامی کار والا بخشش است — منع نا حق ناصحان جمع رند بیزاریم ما

مقصد ما جز تو دیگر نیست همراهی صنم — مثل شیخ و برهمن کاری نمیداریم ما

سایهٔ بال هما را دل نمیخواهد مدام — تا نگوئی یار زیر ظل دیواریم ما

هست در بحر فنا عکس جهان معدوم ما — بر زمین پهلو چو نقش بوریا داریم ما

آن غزالی چشم تا در چشم ما کرده وطن

عابدا چون نرگس بیمار بیماریم ما

مخمس بر غزل حضرت صادق علیشاه صاحب رحمة الله علیه

رهبر حسن کی کشتی سیر با قلزم هو چو پا هوا — [illegible] ۱۲۹۹ — فیض بنا صر نصر بخشا نخلت هشیار هوا

عبدیت علی بدی بنکر خود معبود شتہ اسرار ہوا | یار کو خلوت خانہ میں جب جلوہ یک دگار ہوا



جامہ پہنا امکان کا اور آپ ہی خود اظہار ہوا



پانچ عناصر پہلے خلا اور سے نمایاں باہم | آتش و آب و خاک سے ہستی ہو گئی پیدا ہم

اِن پانچوں سے بنگئیں ہر مخلوقات اور یں پیدا دم | آپ ہی عقل کامل عرش اور آپ ہی کرسی لوح و قلم



آپ فلک اور آپ ملک خود ثابت اور سیّار ہوا



جسد میں سب مخلوقات بنایا آپ وہ ہیں خلاق ہوا | رزق لگا پہنچانے [illegible] خود رزاق ہوا

شوخ ہوا مشتاق ہوا ناز و ادا میں طاق ہوا | عاشق اپنا آپ ہوا اپنی حسن پہ خود مشتاق ہوا



آرسی و عکس آپ ہوا خود دید ہوا دیدار ہوا



ہر خلقت میں بعد گرسی کے دکھایا اپنی کو | آپ سماعت آپ صدا پھر ہو کر سنایا اپنی کو



آپ ہی عاشق اپنا ہوا معشوق بھی پایا اپنی کو — آپ شمع اور پروانہ ہو آپ جلا پایا اپنی کو

آپ ہی شوق اور آپ ہی شایق نور ہوا خود نار ہوا

آپ ہی ساقی آپ ہی مغان اور آپ ہی خم اور خمخانہ — آپ ہی مے اور آپ ہی شیشہ آپ ہی جام و پیمانہ

آپ ہی نشہ آپ خماری آپ ہی مست و مستانہ — آپ بنایا وہ منزل یک کعبہ دیگر بتخانہ

کفر کہوں اسلام کہوں خود سبحہ اور زنار ہوا

اپنا سخن ہی عین مقال مرشد سی کچھ دور نہیں — غور سی گر فرماوے نظر تو قال سی ہوگا حال قرین

شند معین الدین ہی ہوں اور صابر یہ گھر اپنا یقین — نور محمد فخر مجھ ہی میں ہوں صادق خیر الدین

لیکے بغلمیں شیشہ باہم ساقی کی میخوارہ ہوا

مخمس بر غزل مولانا مولوی شمس الدین صاحب فیض علیہ الرحمۃ

کہ نام تاریخ آن تابانی شند

۱۲۵

جمال

جب دل باعشق صفا ہوگیا　　سینہ پر از نور وضیا ہوگیا

سامنا جب میرا تیرا ہوگیا　　کفر جو تہا دین میرا ہوگیا

بُت بہی نصیبوں سے خدا ہوگیا

کیا ہی حرارت ہی تپ عشق کی　　قیس سے افزون ہوئی دیوانگی

رات جو ہجران کی تہی ٹل گئی　　کیسی دوا مجھکو مسیحا نے دی

درد محبت کا سوا ہوگیا

طاق حرم تیرے کمان ابرو ہین　　کعبۂ عشقی تجھے کیون کہین

تیر اٹھایا جو ہدف اپنے تئین　　تیر تیرا سینہ مین لگتے ہی مین

آدمی تہا قبلہ نما ہوگیا

آگیا جب عشق کے میخانے مین
ہو گیا سرشار دو پیمانے مین

کیون نہ خوشی وحشت کے ہو جانے مین
ہر وہ سعادت میرے ویرانے مین

حیف بہی آیا تو ہما ہو گیا

پی گیا جو بادۂ عرفانی ہی
اوسکو چڑہا نشۂ حقانی ہی

باقی ہی مدعا نہ سمجہ فانی ہی
موت کدہر آتی ہی دیوانی ہی

فیض تو پہلے ہی فنا ہو گیا

ب

جلوہ خدا کا دیکہلو در ہر مکان ہی اب
پردہ ہی جنکی آنکہون پہ اونسے نہان ہی اب

موسم گیا بہار کا وقت خزان ہی اب
بلبل کا خار وخس سے بنا آشیان ہی اب

سنگین دلی کو یاد کے ہوتا نہین اثر
ایدل یہ شور نالہ تیرا رایگان ہی اب

دل تصفیے سے آئینہ صاف بن گیا
ہر سو مجھے جلوہ گر وہی صورت عیان ہے اب

موجود سیر باغ میں ہے لطفِ مے کشی
بوتل بھری شراب کی لایا مغان ہے اب

موقوف راہ و رسم تو یکلخت ہو چکی
اول کی مہربانی تمہاری کہان ہے اب

اہلِ زبان جو چھوڑ وطن آ بسے یہان
عجب یہ شہر بنگیا ہندوستان ہے اب

فصلِ گلمیں ہے چمن نغمہاے عندلیب
مطرب ہو گیا با ترنم ہے صداے عندلیب

سبزے پر ہے آشیان اپنا بناے عندلیب
اسلئے قمری بل ہے آشناے عندلیب

ہو سراسر گوشِ گل محوِ نواے عندلیب
گر سنے خوش نغمۂ رنگین اداے عندلیب

یاد آتے ہیں مجھے ایامِ فرقت کے الم
گر سنوں فصلِ خزانمیں ہاے ہاے عندلیب

بن تیرے دلبری میرا کون ہی رنگین مزاج
غیر گل ہرگز نہیں ہی دلربای عندلیب

پہرتے ہیں میں بہشت میں آوارہ گم کردہ راہ
ای صبا سعی چمن ہو رہنمای عندلیب

کہلگئی غنچے گلوں کی آگئی گلشن میں بہار
شاخ گل پر آشیانہ ہی بجای عندلیب

پہنچے منزل مقصد کو تیرے لطف سے
ہر نسیم صبح بارے پیشوای عندلیب

راہ بہولا پہر رہا ہی بحر و بر سے آفتاب
چاہتا ہی رہبری پائے خضر سے آفتاب

اک اشارے سے ہوا شق القمر پہر کیا عجب
شق ہو گر سنتا ہی حکم [illegible] سے آفتاب
صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم

چشم بد دور اپنے چہرہ پہ چہپانے کو نقاب
دیکھتا ہی تجہکو ہر دم چرخ پر سے آفتاب

ملک ہستی میں پتا اوسکا کہیں ملتا نہیں
شام تک ہر روز پوچہیں گہر سے آفتاب

آسرا آفتاب کو ہووے یا شفیع المذنبین
جب سوا تیرے پہ آوے شور و شر یہی آفتاب

ہیں اپنے آپ ساجد و مسجود اپنے آپ
شاہد ہی اپنے آپ ہیں مشہود اپنے آپ

اپنے سوا یہاں نظر آتا نہیں کوئی
رہتے سدا ہیں حامد و محمود اپنے آپ

پیدا ہیں جو یہاں پہ ہوئے نور و ہر وجود
دیکھو تو ہیں جو وہیں موجود اپنے آپ

عاشق ہیں نہ فراق کو کچھ جانتے ہیں ہم
واصل سدا بساعت مسعود اپنے آپ

ہمکو نہ فائدہ نہ زیاں ہے کسی سے کچھ
اپنے ضرر میں آپ ہی بہبود اپنے آپ

ہم کون کیا ہیں ہستی ہستی ہے اپنی کیا
گر بود ہے اپنے آپ ہیں نابود اپنے آپ

یکتا ہیں فیض ناصر شاعر ہے باشعور

پس عابد نے آپ ہی معبود اپنے آپ

ہو حالِ دوست صاف مطابق بقالِ دوست
بہتر ہے قالِ دوست اگر ہو وہ حالِ دوست

اپنے کو دیکھتے تھے نہیں تھا خیالِ دوست
اب آپ ہی نہیں ہیں جو دیکھیں جمالِ دوست

عشاق پر روا ہے جو کرتے ہو ظلم و جور
خوشتر ہے دوستوں کی نظر میں خصالِ دوست

سیکھے جو دوستی کا کوئی سیکھ لے طریق
بنجائے ٹھیک ٹھیک وہ خود ہی مثالِ دوست

جینا غمِ الم میں نہیں ہو سکے ہے کم
دکھلائے مجھے دوست کو نہ خدا انتقالِ دوست

رکھا ہے گرچہ وعدۂ دیدار حشر پر
پر ہمکو رات دن ہے میسر وصالِ دوست

دیکھو فلک پہ ماہِ شبِ چاردہ طرف
کب کم ہے اوس سے حسنِ رخِ بے زوالِ دوست

بنجائے لفظِ اوست وہی ہے بیک الف
گر غور دیکھلو جو نکل جاوے دالِ دوست

ہے بارگاہِ حق میں یہ عاجز کی التجا
دیکھوں سدا عروج پہ جاہ و جلال دوست

از نطق سخن هر چه درآید صفت تست
آنچه که بقلم گزرد معرفت تست

چندانکه بجستیم و محروم بماندیم
هر چند که در خانهٔ دل کیفیت تست

حق بود چو منصور بگفته که انا الحق
شد کشته چو مظلوم دران مصلحت تست

سگکوی انا لیلی بمنصور بگوئید
دیوانهٔ در نجد که هم خاصیت تست

گفتم چو ازآن شوخ که باشی تو سلامت
فرمود که در خیر تیم عافیت تست

بر نوک مژه سرکشی طفل شریرم
آن چستی و چالاکی و لاتربیت تست

عشاق حق اند آنچه مجازی چه حقیقی
نقد دل و جانی بخدا منفعت تست

وداغ مرا ز تیغه بغیر سود چه ماه است | گفته دل زارم صنما حسرت بابلیست

در حشر چو پیوند رشتن بیا ایک | گفتند که این نامه چرا رحمت است

در ہند بکش حاکم اسلام نمونگی | یا سید جیلان بجهان قطبیست

صلی الله علیه و آله الشریف ... عبدالقادر المحبوب ...

ارباب جہان زہر مذاہب بخلاف اند

عشاق تو نشو ها فی بحق مغفرت است

تضمین بر غزل حضرت پیر و مرشد میرزا ناصر علی

که نام نامیش صاحب قبله قدس سره ریاض ... ل

مثل نرگس ملے که بیمار است | روز و شب وصل را طلبگار است

عاشق زار بس چرا زار است | جلوه گر حسن روی دلدار است

عاشقان را بہار دیدارست

مثل مجنون کے ہون دیوانہ نا | اپنی لیلیٰ کی ہر زبان پہ ثنا
زندگی ہیچ ہو گیا ہون فنا | دل بخود می کند خطاب انا

ہمچو منصور قابل دارست

دور دل سے ہوئی ہو منظومی | کیا کہون اپنی آہ مغمومی
مثل عنقا حصول محدومی | از کہ گویم ثبوت معدومی

ہر یکے در ظہور اظہارست

سیر گلزار مین بصد شوقے | بلبل زار سا ہون با ذوقے
قمریون سا ہے جوق با جوقے | چون نباشد بگرد نم طوقے

سرو من زیب بخش گلزار است

رات دن بسکہ ہجر کا ہی غم
کیا کہوں اپنا صاف دو الم

دیکھا جس روز سے ہوں وہ صنم
آنقدر محو صورتش گشتم

گو کی آئینہ پیش دلدار است

یوسف ثانی ہی وہ یار میرا
ہیووے عالم نہ کیوں زلیخا سا

مدتوں نجد کے ہی بن میں رہا
عشق مجنوں عبث نشد رسوا

حسن لیلی عیاں بپاندار است

غلبا پا کے نصرت ناصر
راز اللہ سے ہوا اظہر

گو ہیرو لپنے دیکھے تو جا خبر
می وحدت چشیدہ ام شاعر

جام چشم مدام مست شراب ست

خمسه بر غزل مغربی صاحب رحمة الله علیه

نام تاریخی ریاض معمور

بار موز عشق بار سینه ات معمور نیست | از شراب معرفت پیوسته دل مخمور نیست

یا وصال شاهد اصلی چرا مقدور نیست | با تو هست آن یار دایم از تو یکدم دور نیست

گرچه تو مهجوری از وی او ز تو مهجور نیست

باش چون نقش قدم چسپان بخاک کوی او | صورت آهن بمقناطیس باشی سوی او

خوش مشام خویش را هر دم بکن از بوی او | دیده بکشا تا ببینی آفتاب روی او

آفتاب دیده ها از روی او مستور نیست

چون هلال بکشبه ابروی او دیدن توان | همچو قمری قامت دلجوی او دیدن توان

گرچه چشم خورشید رخشان سوی او دیدن توان ‌ ‌ ‌ لیک ویش را بنور روی او دیدن توان

گرچه مانع دیده را از دیدنش جز نور نیست

آنچه باشد در بیابان جنون منظور دل ‌ ‌ ‌ ساقیا خواهد شراب معرفت مخمور دل

هر زمان آید بدار عشق تا منصور دل ‌ ‌ ‌ گر ترا دیدار او باید برآ بر طور دل

حاجت رفتن چو موسی سر کوه طور نیست

عارف آن باشد که او صیاد نفس خود شد ‌ ‌ ‌ عاشقی کو بانی رسوای نفس خود نشد

همچو مجنون واقف صحرای نفس خود شد ‌ ‌ ‌ گو ز آنجا شد که او بینای نفس خود نشد

آنکه او بینای نفس خویشتن شد کور نیست

هر کرا پیوسته از عشق شد دل نشین ‌ ‌ ‌ آنکه نوشید از شراب معرفت جام یقین

ہست او نور شہ ایم از وصال جبین | تا صفی منصوری گویدانا الحق المبین

بشنو از ناصر که آن گفتار از منصور نیست

عندلیب از شاخ گل که دایم یافته فیض کلام | از مئی عشق حقیقی مست میباشد مدام

هر زمان انوار شمسی پیدا از هر سقف بام | مغربی اینجا شمس مغربی خوانده بنام

گرچه شمس مغربی اندر جهان مستور نیست

پایا نہین کسینے یہ رتبہ سوا غوث | گرچہ ہر ولی خدا کے ہی پلے غوث

محبوب خاص اپنا خدا نے اوسے کہا | کیا ہوسکے زبان بشر سے ثنائے غوث

پیران پیر کہتی ہے ساری جہان جسے | یا اسم با مسمیٰ ہے ٹھیرا برائے غوث

کاندہا دیا رسول خدا کو نبی عروج | معراج مین تھی عرش کے نزدیک جائے غوث

عبد کو آرزو ہے دل و جان سے یہی
آنکھوں سے دیکھے بارگہ پر ضیاءِ غوث

وحشتِ دل در بیابان الغیاث | می برد با پائے عریان الغیاث
در خیالِ لعلِ جانان الغیاث | خاطرم باشد پریشان الغیاث
نرگسِ آسا شد دلِ بیمار زارم | الغیاث از چشمِ خوبان الغیاث
ہمچو مہ از بامِ نیارو ئے خود | ہست دل بیتاب و حیران الغیاث
آتشِ عشقت چو گشتہ ملتہب | سینہ ام گردید سوزان الغیاث
یادِ چشمت در بیابانِ فراق | وحشت آرد چون غزالان الغیاث
طائرِ جان و دلِ من چون شود | صیدِ دامِ زلفِ پیچان الغیاث

موج زن دریا شود در هجرِ تو — صبح و شام از چشمِ گریان الغیاث

کاوشِ دستِ جنونم ای صنم — چاک میسازد گریبان الغیاث

می نمایم جستجوی روزِ وصل — در شبِ تاریکِ هجران الغیاث

دایما مانندِ غواص ست دل — غرق در چاهِ زنخدان الغیاث

در شبِ هجرانِ تو با دردِ غم — کلبهٔ من باشد احزان الغیاث

آرزوی وصلِ تو دارد مرا — در غم و اندوه و حرمان الغیاث

تا نه شد در محفلش ما را گذار — هر دم از جورِ رقیبان الغیاث

عنایت از خاتم بگو در روزِ حشر

ای شفیعِ اهلِ عصیان الغیاث

قصیدهٔ موسوم بنام تاریخی نظم شبابی ۱۳۰۹

بود از سپهر بلند تر بنجد ابلندی شان غوث | بهزار صدق ز چشم و سر آن آستان مکان غوث

شه بدل من و گناه غش شه فکر و ز حجز الم | ز خلوص صدق لی شدم بطریق رهبران غوث

شه است آنکه بجای گاه طلب کنم چو خضر قرا | نه کلم عرض بود و خانه دلم است تشنه‌های غوث

شه است خواهش سیم نه زمه لاحق پیش و پس | به علم کمال لبس ابتغید که چشید نعمت خوان غوث

بود از مبالغه بطرف بجمال منزلت شرف | همه اندر شک و شغف بنجای گمی مهر کان غوث

چه گشایش در آرزو چه بچاک مقصد دل رفو | بنهاد جل جلاله همه اش نیوک زبان غوث

بتو چیست حوصله تا کنی مدحت صفت ثناء

که خدای مالک و سر اچو خوست مرتبه دان غوث

ج

محفل یار میں سب ملکے چلیں یارو آج
مال و جان چھین لیا مال و دین و ایمان آج

نشۂ عشق میں بیکیا رہو مستِ الست
جام مے ہاتھ سے لو ساقی کے میخوارو آج

پہلے پاؤ نے ترک سے ہے تا منزلِ مقصد پہنچیں
راہِ صحرا میں نہ حائل ہوا ہے خارو آج

عشقبازی میں ہے تم ایدلِ نادان و جگر
مذہب و ملت و ایمان سبھی ہارو آج

پاؤ آرام سدا زیرِ لوائے احمد
حشر کا روز نہیں عید ہے و بیدارو آج

امتِ شافعِ محشر کو ندا ہوتی ہے
خوفِ عصیاں نہیں کچھ تمکو گنہگارو آج

زاہد و عابد و ہم شیخ و برہمن سبخدا
غلطی میں ہوے مصروف ہیں یہ یارو آج

داغِ فرقت میں ہوے ایسے ہیں نالاں یارو
جیسے ہوتی ہیں گلِ لالۂ کہسار کو ہیچ

کعبہ و دیر کی زنہار نہیں ہے خواہش | کہ ٹھکانا ہے مرا کوچۂ دلدار کے بیچ

دام صیاد اگر اوسکو کہوں تو ہے بجا | ہے پھنسا طائر دل زلف شکندار کے بیچ

گل شگفتہ ہیں عجب فصل بہار آئی ہے | بلبلیں نغمہ کناں جمع ہیں گلزار کے بیچ

عمر و دولت ہو فزوں شاہ دکن کی یارب

رتبۂ عالی کو ہمیشہ رہے دربار کے بیچ

ہوں بلا گردان تیرا اے شمع رو میں اسطرح | گھومتے ہیں پروانہ تاب شمع پر جسطرح

یا الٰہی وعدۂ دیدار بیشک ہے ولے | صدمۂ فرقت نہیں تا روز محشر کسطرح

وحشت دل سیر گلشن میں بھی کم ہوتی نہیں | ہم کہا تا ہمکو تیری چشم کی گر کسطرح

گریۂ مینا بلی کرتا ہو تر بادہ و مینا دم | ہیں اُن نالانکو ہم سمجھاتے ہیں جسطرح

بزم خوبان دیکھکر کہتا ہی اے عابدؔ یہ دل
کہکشان کی صفا دکھلاتی ہی مجلس طرح

خ

کیون کہتی ہو وہ بدر سے پایا ہی جلال رخ
غیرت دہ خورشید ہی اوسکا نکھار رخ

ہم منتظر دید کئی دن سے کھڑے ہین
تو آکے لب بام پہ دکھلا دے ذرا رخ

اہل حلب و چین ہین سب دیکھ کے ششدر
ہی یار کا آئینہ سے وہ چند صفا رخ

ہمراہ رقیبون کے سدا سیر کنان ہی
لیکن نہ کبھی میری طرف اوسنے کیا رخ

قرآن خط یاقوت کا جسنے ہو نہ دیکھا
اے لالہ رو خط نکلے پہ اوسکو تو دکھا رخ

دن ہو گیا عالم کی نگاہون مین شب تار
زلفون مین تیرا جسگھڑی اے یار چھپا رخ

ہر وا غلط و عابدؔ کو نہ کیون فخر ہو اوسکا

تفسیر جواہر تیرا اصل علی رُخ

اپنے دل کا ہی یہ سدا مقصود — حمدِ حق نعتِ احمد و محمود

وہ پیا اپنے بر مین رہتا ہی — ڈھونڈھتا کیا اوسے جو ہی موجود

کیا غرض ہمکو جو کسیکو کہین — یہ ہی نا بود اور وہ ہی بود

جسپہ دایم ہی فضلِ حق مبذول — کس لیے رشک کر رہے ہین حسود

کام دنیا کے سارے دیکھ چکے — لغو ہین انمین کچھ نہین ہی سود

چشم حق بین ہین مرد عارف کے — تو ہی شاہد ہی اور تو ہی مشہود

تیرے دو شکل مین نہین اشکال
کہین عابد ہی اور کہین معبود

نجد مین قیس نہ آکے بسا میرے بعد
نہین صحرا مین ہی خالی کمین جا میرے بعد

خاتم رسل کا بیشک ہی یہ ارشاد صحیح
کوئی ہوگا نہ پیمبر بخدا میرے بعد

منع کروہ دم گلگشت مجھے کہتا ہی
پہلے مین جاتا ہون گلشن مین تو آ میرے بعد

مین ہی تنہا طالب دیدار کہرا کوچہ مین
ایک عالم تیرا مشتاق ہوا میرے بعد

مثل فرہاد ہین عشاق بہت اے عاکف
دفتر عشق مین ہی نام لکھا میرے بعد

مخمس بر غزل حضرت سید افتخار علی شاہ صاحب متخلص بولی
نام تاریخی چراغ محمدی ۱۳۰۴

ہی نور الٰہی رخ نیکوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
شمشاد جنان قامت دلجوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

طاق حرم کعبہ ہی ابروے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہی پیش نظر تازہ نگہ کوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہی آنکھ سب کے پردے مین نہان روے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ساجد ہین بصد تصفیہ محراب صفا کے
خواہان ہین وضو کی لیے بھی آب صفا کے

اور کھولنے والے ہین وہ ابواب صفا کے
آئینہ ارشاد مین ارباب صفا کے

معنی جو خدا کی ہی وہ ہی روے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

والشمس سے ہی رخ اپکا مقصود خدا ہی
واللیل کی تفسیر تو گیسو کی ثنا ہی

ہی نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی جلوہ نما ہی
دیدے مین سیاہی ہی سیاہی مین ضیا ہی

ہی عکس نگن یہان رخ و گیسوے محمد

دیکھیے تو ہر سو ہی عیان نور محمد
مخفی نہین ہرگز ہی چھپا ہی نہ محمد

یاقائم

یک قلزمِ عرفان ہی رواں نورِ محمدؐ | ہر شانِ بشر مین ہی نہاں نورِ محمدؐ

عادت جو خدا کی ہی وہ ہی خوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

فرقت کا الم اپنا یہ دل سہتا ہی ہردم | وصفِ نبوی صلعم دل سے کیا چھپتا ہی ہردم

اعجاز جنابِ نبوی کہتا ہی ہردم | سینہ جو تصور سے بہار رہتا ہی ہردم

آتی ہی پسینہ سے مجھے بوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حق نے ہی اونہیں عرشِ معظم پہ بلایا | عاشق نے وہان وصل ہی معشوق کا پایا

جب عشق نے دلکو میری یہ ارشاد سنایا | معراجکی شب کا مجھے بھید ہی سمایا

دیدے مین کھٹکتے ہین میرے موئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

شیر کہے تو صحرا کو سمجھتا ہوں چمن مین | بو وہ انکی نہ پایا بہ گل نسرین و سمن مین

شاعری جو عطا ہوں لبا فیض سخن میں | قبلہ کے طرف سر تو جھکاتا ہوں وطن میں

آنکھیں ہیں پھری جاتی ہیں تیری سکوے محمد

مخمس بر غزل حضرت احمد جام زنده پیل رحمت اللہ علیہ

نام تاریخی فغان روحانی ۱۳۰۶ھ

اصول عاشقان عاطل چه داند | خطوط کشتگان قاتل چه داند
سکون باطلان باطل چه داند | رہ دیوانگان عاقل چه داند

صفای صوفیان غافل چه داند

بدل معشوق را عاشق شناسند | که راز حق بحق مطلق شناسند
تو چون منصور حق الحق شناسند | همه حقیت حق را حق شناسند

حقایق ناحق و باطل چه داند

مغان در میکده طلبیده ما را
شراب معرفت بخشیده ما را

شد از نشئه چو سرمستی هویدا
من از دل سرّ دل میگویم اما

رموز سرّ دل بیدل چه داند

برون شو از جهان و در جهان باش
مثال شمس در عالم عیان باش

خدا را واقف راز نهان باش
بیا در حلقهٔ دیوانگان باش

که عاقل نکتهٔ مشکل چه داند

چو در شغل حقیقت شاغل آئی
ز بحر عشق خود بر ساحل آئی

چرا در خود ز فرقت شامل آئی
تو از خود دور شو تا واصل آئی

که خود بین جهالت وصل چه داند

ببین شیر بحر غم غرقاب خود را
مکن مانند دل بیتاب خود را

ببین پیوسته در هر باب نجح درا
تو ای کامل ولی دریاب خود را

که ناقص سیرت کامل چه داند

بهر جانب که دیدی اوست هردم
تو هر چیزی که دانی زوست هردم

روان از چشم نرگس جوست هردم
قتیل عشق شو آید وست هردم

که هر سر لذت قاتل چه داند

نشو از گرم و سرد عشق رنجور
مدام از نار و برد عشق رنجور

نمی باشند مرد عشق رنجور
ولی باید ز درد عشق رنجور

کہ ہر بیدل نہ دانے دل چہ داند

بکن یکجا مداحی ملیح و تملیح
بنام خواجگان چشت تسبیح

شود چون شمس آن تنویر توشیح
رموز عشق آ تمہید کرد تشریح

نکات عشق را جاہل چہ داند

ہیں اوسکے خندہ نمکین ساتھ لب لذیذ
پہلو کا کباب دل ہے اگر ہوں شراب لذیذ

پہنچے بخوان وصل ہیں نعمت عجب لذیذ
ایسی چٹک چکھی نہ کبھی منتخب لذیذ

مست الست تھا کہ ہوں بزم عشق مین
بھر دیجیے ساقی ساغر بنت العنب لذیذ

ہرچند تلخ ہو گی تہا دشنام دلربا
لگتی ہیں میٹھی باتین تیری سب کی سب لذیذ

ہم وصل اور رقیبونکو حاصل ہے تیری ساتھ
خاصہ طعام مجلس عیش و طرب لذیذ

عدم کو کھینچ لے اپنے قدم پاس یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

تا یثرب شریف کے پاوے مطلب لذیذ

لامکاں تک دل پہنچا جو شب پا ہوکر
طائرِ سدرہ بھی رہ گیا عجب کیا ہوکر

قطرہ کو کرتے ہو کیا آپ ہی صہبا ہوکر
ایک قطرہ سے ابھی جاتے ہو دریا ہوکر

دہر میں آپ نہیں ہستی ہو گیا کیا ہوکر
اپنی سیر آپ ہی کرتے ہو تماشا ہوکر

چل دیے ہو شاہد جو ہیر کا تیری جیبا
خود بخود اُتریگا تو حشر میں سچا ہوکر

نفس مجھ کی تیری آیت کو سنا ہوں جیسے
سہم کر رہ گیا یکبار رہوں گونگا ہوکر

وہ جو حضرت تھا ہمیں دیکھ نہ پایا ہو دل
قاف قلب بشری میں ہو عنقا ہوکر

عشق نے بستی میں حضرت نا الیہ ہی
عاشقی کا تو وقت رہ گیا چرچا ہوکر

چشمِ دل کھول ذرا دیکھ قریب شہ رگ ڈھونڈھتا پھرتا ہے تو اوسے کس لئے ادہر ادہر

بخدا مصحفِ رخسار کا حافظ ہو جا
تا کہ عالم تو رہے تو میں ہر بیت ہو کر

محفل کو میری یاد رو آئی نہ کسی روز اور شکل کبھی اپنی دکھایا تو نہ کسی روز

میں نالہ زنان صورتِ بلبل ہوں چمن بیچ تم غنچہ لب اپنا ہلاتے نہ کسی روز

عاشق کو نفرمائی زبانسے کبھی ایسا احوالِ دلِ زار سنا تو نہ کسی روز

دشنام تیری منہ سی تو کھاتی رہے ہر روز پر بوسہ عارض تیرا لیتے نہ کسی روز

اے حضرتِ دل رحم تو آجائے صنم کو یک نالہ پُرسوز بھی چلے نہ کسی روز

بیتابی دل اپنی ہم ہر روز نہ یادہ دکھلائی دیا اپنے جو لیے نہ کسی روز

شائق سے سخندان و سخن سنج ہیں کہتے
تم پاس سخن ہمکو سنا دینہ کسی روز

بے تاب تن گل خوردہ ہے ایک پہ طاؤس
ہر داغ کو دیکھو تو ہے مثل پر طاؤس

رہتے ترے عاشق جو گھرے سا ہو رقصان
خجلت سے جھکی پاؤنکی جانب سر طاؤس

شانہ پہ ترے سبز ہیں اسکو یہ عجب خال
رکھا ہوا قرآن میں ہو جیسا پر طاؤس

ہے پہلو و دہان تپ ہے نالان دل داغی
جون ابر کو ہو دیکھہ کے شور و شر طاؤس

صد پارہ ہوا جبکہ دل گل خوردہ عاشق
عالم کو نظر آنے لگا اشک پر طاؤس

ہے تاج کے رکھنے سے گدا ہو وے شہنشاہ
ہو تاج خروسی نہ کبھی افسر طاؤس

ہے رشک اگر دیکھے تو آئینہ کو غش آوے

ہی رقصِ پریزاد بیان ہمسرِ طاؤس

ہی دل ڈھونڈ باغِ دنیا بانگی اسپاس
ہی یار تیرا تیز ہی رگِ جانکی آسپاس

فصلِ بہار غنچہ و گل ہین شگفتہ تر
جو قید ہین ہین بلبلونکی گلستانکے آسپاس

اپنی شبِ فراق کا احوال کیا کہون
تہا دُودِ آہ نالۂ سوزانکے آسپاس

ہی ہمکلامی طور سے منظور یار سے
ذکرِ خفی بقلب رہے جانکے آسپاس

کعبہ کا گر طواف ہی منظور شیخ کو
ہو گردِ راہِ مرشدِ ذیشان کی آسپاس

محشر کا خوف ہو تجھے غالب تو یاد رکھ
رہنا شفیع و ناصر ایمان کی آسپاس

رہتے ہو وہ مجھکو میری یار ہر طرح جدا رہے کی پاس
ہیٹ جاؤن کبھی ہرگز کسی دیار کی پاس

دیدہ ہی آنکھونکی ہر چند کہ رخسار کی پاس
مسکن اپنا ہین گیا تیری دیوار کے پاس

ناصحا اپنی نصیحت کو تو تہ کر رکھنا
آپ ہم بھی گئی ہین کسی ہشیار کی پاس

گل گلستا نمین ہین اور خار ہیت صحرا مین
ہم رہا کرتی سدا اپنی ہی دلدار کی پاس

ذکر حج اور نماز اور وہ صوم رمضان
اس سوا اور ہی کیا زاہد بیدار کی پاس

سود ہی کیا یہ تیر سمجھانی مین
بیعت دست ہی مجھکو اوسی مرشد کی پاس

ش

ہی جدا ہر طور سے اظہار کی روش
ہی کیا ہی مشتہر جہان یار کی روش

تربت کو میری یار کی ٹھوکر اوڑا دیچے
ہوا ہی صنم غضب تیری رفتار کی روش

چاہیت کر عاصیونکی شفاعت رسول حق
مجھ پر ہی رحمت غفار کی روش

ظاہر پسند لوگ کہاں کرتے ہیں پسند | ہو اہلِ دل پسند جو اشعار کی روش
ہم چشم ہو کے گا بیان دیتے ہو دو بدو | ہے میٹھی میٹھی آپ کی گفتار کی روش
صاد اس غزل پہ دیکھ کے اہلِ سخن کہیں | صاف امیر پائی جاتی ہے اشعار کی روش

لہو و لعب میں جا چکی غافل تمام عمر
ہے یوں ہی اپنے طالعِ بیدار کی روش

ہر چند ہے خوش طالعِ بیدار کی گردش | ہے آفتِ جاں چرخِ ستمگار کی گردش
دیکھی جو تیری نرگسِ بیمار کی گردش | یاد آ گئی پیمانۂ سرشار کی گردش
ہے مستعد قتل تیری جنبشِ ابرو | گویا کہ ہے شمشیرِ خونخوار کی گردش
جیسے کہ [illegible] | [illegible]

ہر چند [illegible] ہوں گردش اوس سے گناہ
ہوتی نہیں موقوف دل زار کی گردش

[illegible] خدا یا عالم پہ یکبار تو آ جا
ہر روز ہر ایک طالب دیدار کی گردش

انگشت میں ہے گلشن عرفان کے عنادل
ہوتی ہے جہان صاحب اسرار کی گردش

کون سمجھا ہے یہاں [illegible] دہقان درویش
قہر درویش ہے مشہور بجان درویش

ہم [illegible] نشان درویش
کاویانی ہے درفش آہ نشان درویش

پا سر اور قیصر سے [illegible] نہیں کچھ کام اسے
جس جگہ رات ہوئی ہے وہ مکان درویش

قدرتی کی نہیں [illegible] قدر ہے اوس کو نزدیک
ہو گیا جس پہ عیان راز نہان درویش

رتبہ جاہ [illegible] سوا ایک [illegible]
کوئی عالم میں نہیں مرتبہ دان درویش

سخن شدید جاچہین جسمو دولت دین و دنیا | رفعت وجاہ ہی پیوستہ آن درویش

عاید ہوتی ہین مقبول مجیب الدعواۃ
جو نکلتے ہین دعائین بزبان درویش

ہمسے یون کہتا ہی وہ یار ہمارا اخلاص | گرچہ ظاہر نہین باطن مین ہی سارا اخلاص
وحشت دل کی سبب وحشی صحرا ہو رام | سجد مین قلیں سی کہتا تھا پکارا اخلاص
ہی عدا اپنا کہیں کو جو سمجھا ہی دوست | گرچہ وہ دیکھنے کو رکہتی ہین میں یارا اخلاص
کہیل رکہا ہی سبھی کہتی ہین سب دار و فنی | دوستی آو بہگت جا و مدارا اخلاص
لا یق صحبت شاہان بجز اشراف نہو | پایا کیا رکہہ کی ہی اجلاف نی اخلاص
اس زمانہ مین ہی اخلاص محبت عنقا | بیوفا و فی تو بیجا ہی گوارا اخلاص

آج تو دوست ہیں کل ہونگے عدا اے غالب
نہ رقیب سے تو نسبت رکھو آپ خدارا اخلاص

طلا و سیم سے و فی و درہم سے نہ غرض
سوا ے یار کی مجھکو نہیں کسی سے غرض

وہ ایک بوسہ جو دینے پہ ہو گیا راضی
کہا بکار کو دل ذرا کہ تھی اسی سے غرض

ہے عکس زلف سیہ کا پڑا دہڑی کی طرح
نہیں تمہارے لب لعل کو مسی سے غرض

ہے ایسا کون ہے بے غرض جو عالم سے
بشر کو پڑتی ہے دنیا میں ہر کسی سے غرض

زبان اردو ہے اپنی وطن کی اے غالب
نہ کام ترکی سے رکھنا نہ فارسی سے غرض

یہاں جو دیتے ہیں مفلس کو چار پانچ اشرفیں
خدا عطا اونہیں کرتا ہے گنج گنج اشرفیں

بھیج

عجب نہیں ہی جو بافیضِ دینِ مصطفیٰ صلعم ہوا
ہو رنگِ اشکِ فراقی اہلِ رنج ابیض

نہ کیون کرو ہمیں سدا شکرِ رزقِ باری
کہلاتا ہی ہمیں گندم و برنج ابیض

بکفر و شرک زمین سو سیاہ محشر مین
کہ پایا ہی وہین گو انگلش و فرنج ابیض

جو فیض نصرتِ ناصر کسی کو ہو پیدا
ندہی بعین تپید ستی اوسکو رنج ابیض

ط

بات کا تیرے اعتبار غلط
تیرا وعدہ غلط قرار غلط

ان تو نے بغیر جور و جفا
طرحِ لطف اور پیار غلط

جب کہون حال بیقراریِ دل
کہتا سن سن کے ہنس کے یار غلط

کب ہو اندازہ داغہائے دلی
کہ ثوابت کا ہو شمار غلط

محویت ہی مین تیرے کوچہ کی | راہ کرتا ہون بار بار غلط

گو کہ ہمجنس ہین مگر عابد
ربط ابنائے روزگار غلط

اقرار وصل یار کا ہم جانتے ہین غلط | ایسے ہزار وعدے ہوئے جاتے ہین غلط
ہو کر ہزار وعدہ یہ ہم سے تو غافلی | پیغام وصل ڈر کے چلے آتے ہین غلط
مجھکو جو دیکھنا ہو تو اپنے کو دیکھلو | اشکال صاف کسلئے دکھلاتے ہین غلط

عابد خدا کو واسطے اپنے کو جان لے
زاہد نہین سمجھے ہین سمجھاتے ہین غلط

نکلا عذار یار پہ ہر گز شگفتہ خط | آتا نظر مین خوش ہو یقین شبہ غلط

دل کیون نہ اوسکے پیچ مین آ جاوے یکبار — وہ زلف لاجواب ہی اور لاجواب خط

خوبان حضور حسن کے خط بندگی لکھین — ہی اوس بت ملیح کا بس انتخاب خط

قاصد نے میرا لا دیا جو بر کنار حوض — ڈبو ڈالا اوسنے غصہ سے میان آب خط

تھی یاد زلف مجھکو جو لکھنا کیا شروع — کیا پیچ دل و جگر کو دیا اضطراب خط

عماد اسی مین مین غزل اک لکھدے اک
جسکا لکھے عماد بصد آب و تاب خط

بہیجا اگرچہ مین نے اوسے بیحساب خط — اوسنے لکھا نہین مجھے خط کا جواب خط

دل ہو رہا ہی اوس بت نوخط پہ مبتلا — عارض کو جسکے دی ہی بہت آب و تاب خط

گلگشت باغ جب سمجھون بوقت مطالعہ — خوشتر ہی گر رشید کا سالم کتاب خط

کہنا سلام میرا بصد شوق و اشتیاق
اے قاصد اوسکو دیجیے یہ وقت عطائے خط

اوسنے لفافہ کھولا تو بس ہو گیا خفا
جو مینے لکھا تھا جو کہ دم پیچ و تاب خط

قاصد کو جھڑکی دیکے لفافہ کو پھاڑ کر
کہنے لگا پڑھا نہیں جاتا خراب خط

علی ہے تیرے سینہ پہ مرشد نے جو لکھا
پڑہ صاف پیکے ایک دو جام شراب خط

ظ

دیا ہے اوسکو تو دل میں اب خدا حافظ
کہ بار غم ہے یہ سر پر لیا خدا حافظ

ہے ایک شانہ دل اپنا اور اوسکے لیے
فلک کے پھرتے ہیں مثل آسیا خدا حافظ

ٹپک کے آنکھوں سے افشا کرے نہ راز اپنا
کہ خون دل کا ہوں بھید پیا خدا حافظ

نگاہ غیر کا ہے خوف چشم بد ہو دور
عذار یار ہے بس پر صفا خدا حافظ

دل اپنا مینے کشی خلکو دیا ہی نہین
غبث وہ باندہتے ہین توطیہ خداحافظ

جنون دیکہی کیا کیا ستم ڈہائیگا
کہ اب توچاک گریبان کیا خداحافظ

سدا زبان زدِ ناصر تہا ذکرِ اللہ ہو
اوسیکو وردِ ہر عبا کیا خداحافظ

ع

کیا جو بزم مین دیپک کا اوسنے راگ شروع
ہوئی بہڑکنی دِل عاشقون سے آگ شروع

بجعد وزلفِ بتان کسطرح نہ پیچے دِل
کہ ڈسنا کرتی ہی ہر یک ناگن الجہ دو ناگ شروع

سنی جوا سمین صلّ علی حجاب ہی کیا
کہ تیری دلکو کسی سے ہو جو لاگ شروع

جمی ہی محفلِ عیش و نشاط ای مطرب
کہ آدہی رات ہی اب کیجیے بہاگ شروع

سنا ہم کا صبحِ شبِ وصل یہ مقولہ تہا
کہ سر مین وہ ہوا میرے جاگ جاگ شروع

ہر بوئے خلق حسن فیض ناصری عندلیبا
مشام عطر جہانگیری و سہاگ شروع

ہوتا ہے نشۂ شراب طلوع | مشرق سے جون ہو آفتاب طلوع
او سکا زلفون بیچ عارض رشک | جب ہوا شب کو ماہتاب طلوع
رخ ہے تیرا نقاب مین کہ ہوا | مہر در پردۂ سحاب طلوع
ہجر کی ایسی بیقراری ہے | کیون ہو انکھون مین شب کو خواب طلوع
دل بیتاب کا ہے داغ کہ جون | خور گگن سے یا ضطراب طلوع
دور کر رخسے اپنے برقع کو | مہر کب ہو وے در حجاب طلوع

فیض ناصر ہے پالیا عندلیب

حسب حال نشتر شباب طلوع

غ

داغ سینہ کا ہے میرے اوسکی محفل کا چراغ
کیا اندھیری رات میں کام آیا ہے دلکا چراغ

بام پر ہو کر ہے آمد داغ دل دیکھو میرا
ہے نظر آتا بلندی پر سے منزل کا چراغ

گنبد گردوں تک آخر تک نوشیروانکا وصف ہے
اسم روشن ہے جہاں میں شاہ عادل کا چراغ

خوف ہے آہ جگر کی تیزی کا مجھے ہے سدا
گل نہ ہو جاوے مبادا ماہ کامل کا چراغ

ذات حاتم سے قبیلہ طی کا نامی ہو گیا
حشر تک روشن رہیگا مرد باذل کا چراغ

ہوگا روشن تیرہ چراغ ہر مہ سے دیکھ لو
مشتعل ہے ایک داغ سینۂ دل کا چراغ

فیض ناصر سے دل خانہ ہے روشن تر سدا
گل نہیں ہوتا کبھی آندھی سے مقبل کا چراغ

جلوهٔ نورِ خدا ہے ہر طرف ❊ دیکھ اے نادان تکلف برطرف

کون خاطر داریِ مفلس کرے ❊ ہے ہر ایک کی طبع اہلِ زر طرف

آشنا کوئی نظر آتا نہین ❊ پھر رہا ہون ڈھونڈھتا ہر ہر طرف

از پسِ دیوار آ گھر مین میرے ❊ ہین رقیبون کی نگاہین ہر طرف

روز و شب رہتا ہون از بس زار زار ❊ دیکھیو میری چشمِ تر طرف

داد دلی افسان ہو تم اے صنم ❊ اک طرف گاہے گہے دیگر طرف

حافظ و ناصر ہین عیسیٰ وہ تیرے

دھیان رکھنا شافعِ محشر طرف

کیا کہون آہ داستانِ فراق ❊ لا بیان ہے سیرا بیانِ فراق

داغہاے دل و جگر دیکھو — ہیں شگفتہ ہر بوستان فراق

سیر تھا نعمت وصال سے دل — اب تو خون مین ہے مہمان فراق

اس کا انجام دیکھیے کیا ہو — ہاتھ مین اوسکے ہے عنان فراق

اب کہان موسم بہار وصال — چمن دل مین ہے خزان فراق

سمجھتے تھے وصل مین ہی گذرے گی — کہ نہ تھا ہمکو کچھ گمان فراق

التجا کر خدا سے اے عبد
دور ہو جاے تا زمان فراق

تھے نہ تم خدا ہی کا ہو بیشک — مین بندہ ہون تمہارا بے شک

ظاہر اپنے تم ظاہر کئے ہو — تھے تم تو خدا ہی کیون ہو بیشک

ہے امید وفا تم سے میری جان بت
مین کہوا اپنے کو پایا تم کو بیشک

فقط اسکہنے کو مین تو عرفت ٹھہرا
غلط کی مین کی معشوقی تو جو بیشک

تمھین جو کہلا کے مین پوچھون جدا سے
یہ لپچے یا کہ تم اب ہو بیشک

تیری ناآشنائی میری الفت
رکھو کانٹے مین انکو تولو بیشک

دریچہ اپنا تم کیون رکھتے ہو بند
نہین جاویگا عاشق کہولو بیشک

خطا کارِ دوامِ بندگان ہے
سدا عادت ہے تیری عفو بیشک

مجھے فرمان یہ ہوتا ہے کیا خوب
ہین تم جو چلتے سو لیلو بیشک

میرا دل دیکھکر ارشاد ہوئے
یہ بہتر جنس ہو اب لیلو بیشک

ہے زندہ عبد بے جان تم سے

مسیحا تم بھی آکر دیکھو ٹک

تب پھر گو پھر سے چمن کو جانے لگے وہ ٹھمک
خوف سے میرے آشیانے ہر شگوفہ ہی میں چٹک

آج خدا ہی جانے عاشق کتنے ہو سر ہی ہیں
جا لگی ہے سامنے سے تلوار اوسکی زخم دو سلک

جبکہ غذا ہے عرق آلود مجھے یاد آنے لگا
سلک گوہر کی طرح سے آنسو چشم سے نکلی ڈھلک ڈھلک

بلبلیں بہنگام خزاں نالاں ہیں بیاد آتش گل
نکلی وقت نالہ زنی منقار سے آتش بھڑک بھڑک

فیض کلام ناصر سے عنا ہے مشرف ہوا
خلق حسن سے اوسکی ہی بو سے عطر ہے آتی مہک مہک

جانتے ہیں منتظر نہیں تجھکو جانتے عالم لوگ
مبتلا ہیں کار بار دہر میں تمام لوگ

یاں کی جفا پر ہمیشہ وفا اونمیں ہی
صاحبو نسے بیوفائی کرتے ہیں خدام لوگ

ابرو سی خنجر اوسکی ٹپکتی ہین یہ کہنے
یہان سپاہی اودہر تہی صاحب علم لوگ

کرتے نہ آئے وعدہ قالوا بلی سے جا پہر
کیون اداکرتی نہین ہین یاد اپنا دام لوگ

پیچھی مجنون دیوانہ کی اطفال ہین تنہا نہین
جمع از بہر تماشا ہین لیے سنگ و باہم لوگ

گرچہ ظاہر نام ہی اس ملک کا ہندوستان
لیک یہان بستی مین اکثر ہین صاحب اسلام لوگ

کیون نہ ایسا ملتا ہم اوسکا شکریہ لادین بجا
پا رہے ہین جسکی عہد خاص مین آرام لوگ

کیا کرین کس سے کہین یارو ہمارا درد دل
کب بیان کتنی سے کرتا ہے کنارا درد دل

جب سے پیچ عشقکا تیری کی جی مین آ تہا خیال
دو سبیلہ نہ تو باہی نہ فقر و نتر ہمارا درد دل

سو سی کعبہ جب نکلا تہا ہم تو از آشنای یار
لیچلا بتخانہ کی جانب قضارا درد دل

کسیکے دلکی ہر خبر کسکو ہمیں بیدۂ وہ | صاف کہتا ہوں غلط ہے یہ تمہارا دردِ دل

فیض بخشِ جنابِ ناصر از خلقِ حسن
پالیا بندہ نے کیا حاصل پیارا دردِ دل

صورتِ دل دارم بیاید درِ دل | شغلِ عیشان می گمارد دردِ دل

چند باشی محوِ دہرِ بے ثبات | رازِ حق در دل گزارد دردِ دل

باعثِ اظہارِ آدم شد توی | تا سحابِ عشق بارد دردِ دل

در ورق گردانی باشی ویا | ندا ہدا بارے ببارد دردِ دل

گشت عازم سوئے کعبہ عابدا
[illegible]
در مدینہ شہر آرد دردِ دل

قصیدهٔ موسوم خاتم زمرد نام تاریخی ۱۲۹۲

تصدق بر جمال غوث اعظم (رضی الله عنه و ارضاه عنا) — فدایم بر کمال غوث اعظم رض

تقدم بر گردن کل اولیا زد — زهی (سبحان الله) جاه و جلال غوث اعظم رض

بصید مرغ جانها دانه و دام — بباشد زلف و خال غوث اعظم رض

چو رخساره مبارک هست خورشید — بود ابرو هلال غوث اعظم رض

بزرگان جهان سادات عالم — همه اولاد و آل غوث اعظم رض

جمال و قال پیغمبر مطابق — سراسر حال و قال غوث اعظم رض

پدر گاه ملک آمد در تقرب — ندارد کس مجال غوث اعظم رض

نبی ثانی ز او دریافت تکریم — گرفته با وصال غوث اعظم رض

بکن سیراب این تشنه دہان را — کہ آبے از زلال غوث اعظم رض

بدست آید کنم کحل الجواہر — اگر خاک نعال غوث اعظم رض

دلا اندر جہان خلق عظیم است — ہمہ واللہ خصال غوث اعظم رض

الٰہی میر محبوب علیخان دام اقبالہ — غلام خورد سال غوث اعظم رض

بماند از شرور دہر محفوظ آمین ثم آمین — بہ اخصال کمال غوث اعظم رض

ز صدق دل بعالم ہست غنی — عبودیت سگال غوث اعظم رض

کچھ کیفیت نہیں نشۂ عشق [illegible] باقی — فانی بھی ہو گئی تو ہمیں [illegible]

[illegible] ہو گیا [illegible] سگ گل — کیا فائدہ جو شیدگی [illegible]

راضی تو ہیں ہیچکو ہیں رضا پر تیری رضا
ناراض گرچہ ہیں پہ ہیں راضی رضا ہم

ہوتا نہیں پوشیدہ کبھی دیدہ گر مثال
نظروں میں مرے کیسے تجکو کہیں گر خدا سے ہم

بینا اگر ہے تیری نامہ بر خشین
پیغام بھیجدیوینگے بادِ صبا سے ہم

گر شد ... آنکھیں سو گئے ہم
بس اپنے میں آپ کھو گئے ہم

ہم اپنی نفی بشکل اثبات
اثبات نفی سے ہو گئے ہم

پا دینگے ثمر بھی اوسکا بیشک
جس تخم کو آج بو گئے ہم

... ہوا بر آمد
کل کوچہ میں اوسکے جو گئے ہم

بینا ناصر سے بہرا دِشام

کر سینہ کو شست و شو گئی ہم

بدل و جان تیرے قربان ہین ہم
بخدا بندہ فرمان ہین ہم

بندہ بت بدل و جان ہین ہم
کافر عشق مسلمان ہین ہم

یار ہر نور نظر سا آگے
صورت آئینہ حیران ہین ہم

صبح انجم سا نہین آتے نظر
رات کی رات کے مہمان ہین ہم

درد دل اپنا بیان کرتے ہین
گو کہ ظاہر مین غزلخوان ہین ہم

جسم گل خوردہ سراپا ہیگا
صورت سرو چراغان ہین ہم

اوسکی شمشیر ادا کا احسان
دہن زخم سے خندان ہین ہم

خط رخ کی تہی تیرے یاد بدل
اندنون حافظ قرآن ہین ہم

فیضِ ارشادِ جو ناصح کا ہوا
عیاں صاحبِ عرفان ہیں ہم

امید کیا وفا کی رکھیں بیوفا سے ہم
دنیا تمام کر دی خوف و رجا سے ہم

دم بندگی کا مار چلے ہیں وفا سے ہم
کب پھر گئی ہیں وعدۂ قالوا بلیٰ سے ہم

پامال ہووے سبزۂ روی زمین بھی
آنکھیں ملیں اگرچہ خطِ دلربا سے ہم

ممکن نہیں ہے چھوٹنا زنجیرِ عشق سے
ہرچند چھوٹیں حلقۂ زلفِ دوتا سے ہم

ہوئی ہر یک شگفتہ دلِ اعدا کی
گو لاگ ربط رکھتے ہیں بادِ صبا سے ہم

فرہاد و قیس شعلۂ سودا اوٹھا کھڑے ابھی
کھینچیں کبھی جو آہ غمِ مہ لقا سے ہم

اے دل کہ تو ہو تو زمینِ قلب کی طرح
پھیکیں گر کہیں تو آتش آبِ بقا سے ہم

اوڑ جاوے اپنی خاک ہوا پر تو کیا عجب — ہمراہ و ہمسفر ہوئے خاک و ہوا سے ہم
دل آئینہ ہوا تو ہوا خاک کی حصول — برگشتہ ہاتھوں ہاتھ ہوئے ہیں صفا سے ہم
سرگشتہ ازل ہیں کہ مانند آسمان — جو سر جھکا کے بیٹھے ابد تک رضا سے ہم

ظلمات ہو جہاں سبھی ہو عجب بلا آن ہیں
دیں گر نظیر ماہ کو روئے صفا سے ہم

خدایا یہی تجھ سے پوچھا کریں ہم — تیرے گھر میں ہر بت کا پوچھا کریں ہم
دوئی جب نہیں ہے تو پھر کیا قباحت — صنم اور خدا کو جدا کیا کریں ہم
نہیں اب یہاں کچھ مزا گفتگو کا — کہ سرگشت میں تجھکو پوچھا کریں ہم
میرے ہاتھ سے دستِ نازک ملا کر — لگے کہنے عاشق سے پنجا کریں ہم

خفا ہو کے غبلا تو کچھ بھی کہا جا
اسکو خوشی اپنی سمجھا کریں ہم

خود بخود ما ناصحا در بند آزار کیستیم
تو نہ شناسی مراد کاندر آزار کیستیم

در گلستان جہان دارند گل با رنگ و بو
ہمچو خار افتادہ من در کوہسار کیستیم

جستجو ہر بار کردم خویشتن را یافتم
شکل خود پیش منست آئینہ دار کیستیم

وا عجبا ہر بار گوئی رازق خود را شناس
این نمی فہمی کہ من خود رزقخوار کیستیم

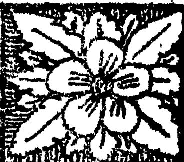
اضطراب دل چو سیماب و نمی باشد قرار
اختیارم نیست من در اختیار کیستیم

در حقیقت صورت برگ خزانم زرد و سست
گل نیم تو خود بگو دلدار خار کیستیم

ہما بندہ ہر وقت حق گوئی کند منصور وار



ناصر النصرت بده من راز دارِ کیستم





من بدل محوِ عذارِ کیستم
آئینه دارِ بهارِ کیستم

هی نمیدانی مرا ای جامه زیب
من بجان و دل نثارِ کیستم

من ترا دلدارِ خود دانسته‌ام
تو نمیدانی که یارِ کیستم

همره بادِ صبا وقتِ سحر
بوے گل آسا غبارِ کیستم

صورتِ نقشِ قدم در کوی عشق
خاک گشتم خاکسارِ کیستم

خواب و آرامم ز دل بیرون شده
روز و شب در انتظارِ کیستم

ذره نبود بدستم اختیار
پس بگو در اختیارِ کیستم

حق شناسم محوِ حق گوئی شده
همچو منصورم بدارِ کیستم

جام می مینوشم اندر بزم عشق | ساقیا گو در کنار کیستم
تیغ دل گوید ز زلف و کاکلش | من نمیدانم شکار کیستم

در تحیر هست (آئینہ) مثل عکس
امتیازم از نگار کیستم

(ن)

رہے ورد زبان پیر کی سدا ہے حضرت خواجہ معین الدین
اور ہمکو وظیفہ صبح و مسا ہے حضرت خواجہ معین الدین
جسوقت زیارت کر حاصل میں عرض کیا جو چاہا
حاجت وہ میری سب پوری ہوئی یا حضرت خواجہ معین الدین
کہتے ہیں تمامی خلق اللہ ہیں ہند و دکن کے شاہ ہنشاہ

واللہ کہ شاہِ ہر دو سرا ہے حضرت خواجہ معین الدین

جتنے ہیں جہاں میں اہلِ چشت ہر ایک کو سمجھیں رکن بہشت

بخشندہ جملہ فیض و عطا ہے حضرت خواجہ معین الدین

عاصی بھی غلام چشتی ہے جو اوس کی گنہ کی کشتی ہے

ساحل پہ اوسے لائے بخدا ہے حضرت خواجہ معین الدین

تو معبود میں عبد نابود ہوں

تجھے جان کر میں ہوا بود ہوں

تیری دولت وصل ہے خوب شئے

نہیں چاہتا کچھ اس سے افزود ہوں

ہے ایجاد یہ میری تیرے لیئے

مقرر ہیں موجد کا مقصود ہوں

ہیں ساقون فلک میری ساجد

کہ ہر آیک کا مسجود ہوں

ہر ایک عبد طالب نہ کیون ہو میرا
مین عابد ہون سمجھو تو معبود ہون

ہم تو کچھ آپ کے جدید نہین
اپنی درخواست بھی مزید نہین

لطف و اشفاق سے تیرے دایم
روسیہ کون روسفید نہین

ہے ظہور تمہارا ہر شے مین
ورنہ کچھ بھی یہان پدید نہین

مجھپہ الطاف کی نظر ہو سدا
تیری قدرت سے کچھ بعید نہین

رہیو عابد یہ سمجھنے والا
کچھ تقاضا میرا شدید نہین

کسی کو سٹ قرار آتا نہیں یا سعد لکو قسمتین
دکھا دی تو کل راحت خدایا باغ و جنتین

نہیں یک بدر ہی گھٹنی لگا ہی دیکھ کر جسکو / کہ مہرِ خاوری بھی جل رہا ہی جسکی تمکین میں

نہ لیٹے نیند آتی ہی نہ بیٹھے چین پڑتا ہی / لگا کر دل صنم سے پڑ گئی ہم ایک آفت میں

فراغت میں جو ہمدم ہو خوشامد کو نگر یاور / وہی ہی آشنا جو کام آوے درد و محنت میں

تیرے صورت کی عاشق ہو مقولہ ہی دعا ملکا / پری ایسی پرستانمیں ایسی حور جنت میں

بہر سو باغِ ہستی میں پھرا مدت تلک لیکن / ندیکھا پھول پھل ایسا روش باغِ نخلِ الفت میں

دعا غمگین کی ہی ہر آن محبوبِ الٰہی سے
ترقی ہو میرے آقا کی ہر دم شان و شوکت میں

یہ ظرف نورِ یزدانی محمد شاہ چشتی ہیں / بفیضِ احمدی بانی محمد شاہ چشتی ہیں
صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم

جو ہیں پیرِ طریقت حضرت خواجہ حسین الدین / نمونہ باعملو شانی محمد شاہ چشتی ہیں

خلافت سے ہوئی ہے جانشینی جبکہ پیرشہ
کہ شہ خاموش کے ثانی محمد شاہ چشتی ہیں

نہ کیونکر طالبوں کے دل ہوں پروانہ سا قرباں
چراغ بزم عرفانی محمد شاہ چشتی ہیں

وہ جادہ شاہد مقصود کا دکھلاتے ہیں ہر دم
بانوار درخشانی محمد شاہ چشتی ہیں

شراب معرفت سے مست طالب ہیں ہمیشہ اونکے
زہی ساقی فیضانی محمد شاہ چشتی ہیں

مثال ثابت و سیار محفل طالبوں کی ہے
قمر با نور نورانی محمد شاہ چشتی ہیں

حقیقت میں حصول دید چشم دل سے ہے بیشک
خدا بینی خدا دانی محمد شاہ چشتی ہیں

نظر آتا نہیں ہے صابری تنہا کو پھر ایسا
علیم فیض ربانی محمد شاہ چشتی ہیں

نہیں فکر محب کو بیان کی ہاں تیرا رنگ تجھ میں جو ہے نہاں



نہ سمجھ کے کرتے ہیں وہ بیان نہ سنون نصیحت ناصحان

جسے ڈھونڈھتی ہے سبھی جہان نہیں جانتے کہ وہ ہے کہان

میری چشم دل مین ہے وہ عیان ہیں سب سمجھتے ہیں عارفان

توئی اولین توئی آخرین توئی آسمان و توئی زمین

توئی قبل ما توئی بعد ما توئی عرش و کرسی و لامکان

دل زار ہیگا پر از محن کیا عشق رونق انجمن

کہون کیا کہ قلزم موجزن ہوئی ایک قطرہ مین ہے روان

جو ہر یک زمانہ گیا گذر وہ جدھر ہے ہم بھی رہین ادھر

نہ کسیکو اوسکی ہے کچھ خبر نہ سمجھتے ہین اوسے اہل دلان

رہے کعبہ مین کبھی دیر مین تھے حجاز و ہند کی سیر مین
رہ عشق و دین سے وہ غیر مین ہوے شیخ و برہمن اندران

عجب آئی فصلِ بہار ہے دلِ بلبل اوسپہ نثار ہے
کہ وہ ایک تا بہ ہزار ہے کہ ہر ایک غنچہ مین گلستان

لبِ بام وہ ہوا جلوہ گر نہ وہ مہر ہے نہ وہ ہے قمر
مجھے آئی قدرتِ حق نظر کہ دیا دکھائی وہ ناگہان

ترا اب ہوا دل صفا کہ ہے فیض ناصر اثر کیا
رہا عشقِ احمد مصطفےٰ تیرے دل مین تو ہو رازدان
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ و بارک وسلم

[illegible] کہاں حباؤ ان کو ہو چھو ان
صنم انجان خدا انجان کہاں جاؤں کسو پوچھون

ہوا ہوں قلزمِ غم میں حد تبین غرق قاب وہ میاں زاہد
دکھا تو ناصحِ نادان کہاں جاؤں کسی پوچھوں

مجھے یہ ساقیِ مہوش پلا جامِ مئے عشرت
سخن لکھنے میں عنوان کہاں جاؤں کسی پوچھوں

ارادہ نالۂ دل کا ہی تا سدّہ پہنچ جاؤں
نہیں ہیں سلطنہ ہمراہاں کہاں جاؤں کسی پوچھوں

پسند اہلِ دل ان کی بیت میری سی قوال ہیں مشکل
ہیں قبضے کر کے یوں آن کہاں جاؤں کسی پوچھوں

شگفتہ مثلِ گل ہر دل ہی جگر عشق کی مہر ان
نہیں ہے مجکو اب شایاں کہاں جاؤں کسی پوچھوں

تیری تجھی ضعیف ہو کس سے نہیں ممکن بنا ہو سے
ہے شکستہ یوسفِ کنعاں کہاں جاؤں کسی پوچھوں

تیر ناز و کرشمہ پر سراسر دل تصدق ہے
میری جاں تجھ پہ قرباں کہاں جاؤں کسی پوچھوں

بفضلِ ناصری مجھا عطا ہے ہر لزہ دل اعماصل
نہ کہہ دلمیں تو رکھ شعر اگر کیا کہاں جاؤں کسی پوچھوں

مخمس بر غزل حضرت شاہ خاموش صاحب علیہ الرحمۃ کہ نام تاریخیش مقال بحمد اللہ ہست ۱۲

ہے حبیبِ خدا معین الدین
مرجعِ چشتیا معین الدین

ماہیہ اولیا معین الدین
مظہرِ کبریا معین الدین

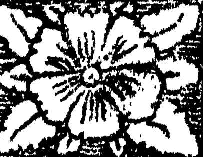


دلبرِ مصطفےٰ معین الدین
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

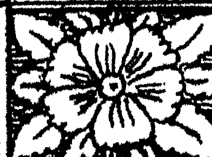


فرض ہے جبہ سائی ہمکو سدا
دل و جان ہے تو دل ہے تمپہ فدا

آپ کی مجہ سے کیا ثنا ہو ادا
ہمسرِ انبیا علےٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام حبیبِ خدا



بچہ مرتضےٰ رضی اللہ عنہ معین الدین
علےٰ مشکلات یا اثر



پائے اقدس پہ جب میرا سر تھا
عرش اعلی پہ ہو گیا گہر تہا

تو تو بندہ دلمین ظاہر اگر تہا
خطِ بندہ حبیب رخ پر تہا

نہ کوئی تم سا ہوا معین الدین

گنہ امت کے گر بتائے رسولؐ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم
ہو مخاطب اگر جناب رسولؐ

عفو کر دیگا رب برائے رسولؐ
ہے لقب آپ کا عطائے رسولؐ

کرو مجھ پہ عطا معین الدین

فضل و الطاف اور تمہارا کرم
ہے دل ریش پر مرے مرہم

کیا لکھوں تیری مدحت خاص لیکے قلم
اسم اعظم تمہارا بس ہر دم

ہے وظیفہ میرا معین الدین

کشور ہند کو ہو تم حاکم
آپ کا فضل مجھ پہ ہے لازم

تا نہ ہر دم میں رہوں نادم
میں مشہور آپ کا خادم



ہوں برا یا بھلا معین الدین





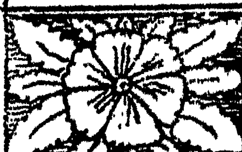


ہولو محشر مین تم نہین مجھکو | ڈر ہو تم ہو جہان وہین مجھکو

فخر تم سے ملے یہین مجھکو | اپنے در کے سوا کہین مجھکو



در بدر مت پھرا معین الدین

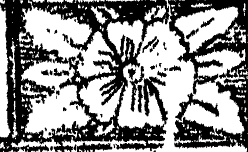






جو مین چپتا ہون تجھسے دی مجھکو | اور رکھا ہون میرا اپنی لے مجھکو

لوگ گنتے ہین آپ کے مجھکو | نفس شیطان کر دام سے مجھکو



جلد لیجے رہا معین الدین

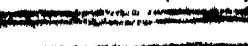


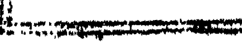




عابد رہ تو اب ہیں خاموش | ہو جاب دیکھیہ نہیں ہیں خاموش

غم عصیان کی کرمیں ہین خاموش | خوف دل مین رکھہ تو ہیں خاموش





ہی وسیلہ تیرا معین الدین

خمسہ بر غزل حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمہ نام تاریخی آن ہفت اختر ۱۳۰۶

بنجاویں کہیں ہاتو یہاں کا ہ ہی نہیں
جسکی چکوریں رہیں نہ وہ ماہ ہی نہیں
جز اپنے دل کے کوئی تو ہمراہ ہی نہیں
ہر چند تیرے سمت سوا راہ ہی نہیں

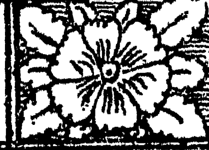
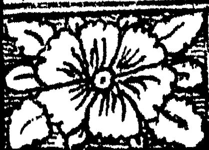
تس پر بھی آہ یہاں کوئی آگاہ ہی نہیں

دل اختیار جیسی ہو کوئی کیا کرے
ہر چند رہویں گو ہزار شاد بھی رہے
حضرت کون پہچے جو یہاں کو دوڑ اور گر پڑے
وہ مرتبہ ہی اور ہے فہمید کے پرے

ہم جسکو ڈھونڈتے ہیں وہ اللہ ہی نہیں

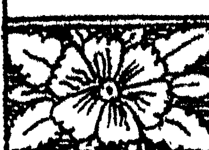
کاؤس و جم سکندر و افراسیاب
پائی تھی ہند و چین و عجم کشور عرب

مصروف تھے بعدل وسیاست روز و شب  ہم بھی فلک سے کرتے تھے کسی چیز کی طلب

 ڈھونڈا پر اپنے دل مین تو کچھ چاہ ہی نہین 

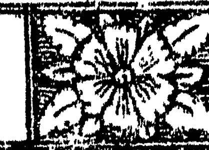
شطرنج دہر مین یہ ہے زد و برد ہر زمان  ہوتی ہے شکل مات بھی یکسیت سے عیان

ایدل مین تیری رو برو اب کیا کرون بیان  انسانکی طاقت ہے خدائی کی کہین بیان

 بازی کہان بساط پہ گر شاہ ہی نہین 

بالاز آسمان ہے بصد اوج شان خلق  ہے خلق تجھ مین گرچہ ہے تو درمیان خلق

تو بادشاہ خلق ہے برشتہ جان خلق  سو رنگ سے ہین جلوہ نما گونا گون خلق

 اپنا تیری سوا کوئی دلخواہ ہی نہین 

اوسکے سوا کسیکو نہین چاہتا ہے دل  ہے شہپر ہما کا نہ مطلوب جستجو سے دل

ہر آن اوسکی یاد سی بس ہو گی متصل | گر نکتے ہو کہ ہر وہی ہاں وہی ہی متصل

نور راہ پیر میں سب کوئی گمراہ ہی نہیں

جو یاد آیا کسیکا خال و خط | آنکھوں نے صاف بہتی ہیں نیل و فرات

کیوں نہ آہ ہجر سے پریشان ہو فقط | اے درد اوسکو آپ میں ہے تو مدعا آرزو

بیرونِ در تو اپنی قدمگاہ ہی نہیں

خمسہ بر غزل حضرت شاہ خاموش صاحب رحمۃ اللہ علیہ تاریخی آتشکدۂ تصوف ۱۲۰۶

دل میرا انکو بسایا تجھے میں جانتا ہوں | اپنا گھر آپ سجایا تجھے میں جانتا ہوں

تجھسا ہمدم نہ کہیں پایا تجھے میں جانتا ہوں | اپنا محرم جو بنایا تجھے میں جانتا ہوں

مجھسے منہ پھر کیوں چھپایا تجھے میں جانتا ہوں

مین فراموشی سے دیکہا تہا طرف ماہ کے جو
تیرا چہرہ تہا نظر مین کہ سیہ تہا وہ تو
بند کہتا نہین لازم ہے تجہے گر دیکہو
تو اگر بہولا تو بہولا میرا صاحب مجہکو

مین نہین تجہکو بہلایا تجہے مین جانتا ہون

فہم مین آتا ہے اب زمزمہ قمری کا بہی
گلشن دہر مین ہے تو ہی تو یک سرو سہی
یک زمانہ مین ملا اب تو ہے معشوق تو ہی
سب زمانہ مین پہرا ڈہونڈہتا محبوب کوئی

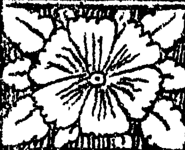
نہین تجہسا نظر آیا تجہے مین جانتا ہون

بند دروازہ میری چوکی کا نہ رکہہ جلد تو کہول
اللہ اللہ سے اے یار میرا دل سے لے مول
دیکہ کامل مین ہمیشہ ہے خدائی کا کمال
مل نہ مل تجہسے میری حسن بیان حسن سے بول

دل مین میری تو سمایا تجہے مین جانتا ہون

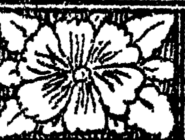
ناصر نام تیرا ہی میرا ہر جا حافظ ۔ دین و دنیا مین ہر اب تو ہی بس اپنا حافظ

نیک کو چتے ہین سب تو ہی بدونکا حافظ ۔ بد ہون یا نیک ہون مین تیرا تو میرا حافظ


تجھکو پایا خدا پایا تجھے مین جانتا ہون


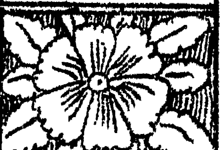
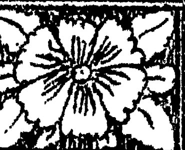
کچھ بھی کہنی نہین دیتا ہی تیرے در نے ۔ شعبدہ کرتا ہی بیٹھے ہوے شیشہ گر نے

مان تو کہتا ہی جو تیری دل مضطر نے ۔ کاٹ کی پتلی کو جسطرح جسی بازیگر نے


ناچا مین جیسا نچایا تجھے مین جانتا ہون


جا ہوش اگر ہی تو سمجھ یار ملکوش ۔ تا کہ لاوی ہی محبت سی تیری دریا جوش

شاہِ خاموش ہین فرماتی ادہر کر دو گوش ۔ بات کرنی بھی بہتر ہی تجھے اپنی خاموش


تیرا بندہ ہون خدایا تجھے مین جانتا ہون


مخمسہ غزلِ جناب آغا داؤد صاحب بہتیا بر حضرت محمد حسن صاحب
بیدری علیہ الرحمہ نامِ تاریخی نغمۂ بیا ١٣٠٦

ہوا ہوں پروانہ شمع رو کا جلا رہا دل کو تاب میں ہوں
بحرِ دنیا ہوا کے مانند بتکے قیدی حباب میں ہوں
سمجھ لے ناصح کہ اب تو غرقاب میں نہایت عذاب میں ہوں
نماز کیسی کہاں کا روزہ ابھی میں شغلِ شراب میں ہوں
خدا کی یاد ہو گی کس طرح سے بتِ سنگ کے ہر وقت عتاب میں ہوں

ہم احوالِ عشق اپنا نہیں سناتا ہیں کسی کو
مثال ... شہیدِ داغِ ... نہیں وہ کہتا ہے ...

بسوی میخانہ مثل ساقی نہ ساتھہ لاتا ہون میں کہ کبھو بیخود

شراب کا شغل ہو رہا ہی بغل میں پیا نہ ہو نہ کیسے کبھو

مین سو رہا ہون یا جاگتا ہون خیال مین ہون کہ خود ہمیشہ ہی تن

کبھی مسلمان کبھی ہون کافر کبھی ہون فاجر کبھی ہون پارسا

کبھی تو مسجد مین ہون مصلّی کبھی تو ہون بتکدہ مین ساجد

وہی ہی مقصود میرا ہر جا وہی ہی معبود میرا شاہد

کبھی نمازی کبھی شرابی کبھی میں ہون رند گاہ زاہد

خدا کا ڈر ہی بتون کا کھٹکا الٰہی میں کس طرح ہمیشہ رہون

نہ واعظون کا نہ زاہدون کا نہین مجھے خوف ہی کسی کا

ہی اسم یا ہو زبان پہ جاری ہمیشہ رکھتا ہون شغل ہو کا
مدام کرتا ہی ذکر ساقی شراب اور شیشہ و سبو کا
نہ چھیڑو اس وقت مجکو زاہد نہین یہ موقع ہی گفتگو کا
سوار جاتا ہی وہ شرابی مین جاضر اوسکی رکابین ہون

بفیض یا صبر سمجھ لو بندا پہ رازِ حق ہی سب آشکارا
یہ وردِ نامِ رسول ہو حق شفیعِ محشر ہی او نکو سمجھا
حبیبِ حق خاتمِ رسالت وہ میرِ یثرب ہی شاہِ بطحا
قیامت آنے کا ڈر ہی کیسا تردد اور فکر کیا ہی آغا
حساب کیا کوئی مجھسے لیگا بتاؤ مین کس حساب مین ہون

و

رکھہ دل مین تصور مرشد کا لا اپنی زبان پہ اللہ ہُو

وہ مولا اپنا ہادی ہے دیکہہ اوسکو سراسر ہُو

فرماے جو ظاہر خیر بشر پس دل مین سمجھہ وہ مالک ہے

رکھہ صورت مرشد پیش نظر کہہ اللہ ہُو پھر اللہ ہُو

خالق ہے وہی رازق ہے وہی عاشق ہے وہی معشوق ہُو

دل بیچ سمجھکر الا اللہ کہہ مُنہہ سے ازبر اللہ ہُو

اس ذکر کا دایم شغل رہے مرشد با جازت جیسا کہے

باقی نہ رہے مین تو بجز اوسکے پھر پاوے نظہر اللہ ہُو



عابد ہے عبادت یہ بہتر ہے عبد ہے اپنی چھپتا اگر



بار از خفی و رمز جلی تو ذکر کیا کر اللہ ہو

کہتے ہین جو سب آدم ہمکو ہیگا لقب تا دم ہمکو

اس جسم مین جب تک دم نہ ہے تب جان کہین عالم کو

جب تک نہ ستون ہووی مکان قایم وہ مکان رہتا ہی کہان

ہی قدرت خالق جسپہ عیان سمجھی وہ ستون محکم ہمکو

ہم صورت انسان تھے ظاہر باطن مین تھی انسان مگر

سب اہل بشارت دیکھہ بشر وہ سمجھے جب آدم ہمکو

گر عزت ہی تو آپ سے ہی اور ذلت ہی تو آپ سے ہی

جو کچھہ ہو سو آپ ہی ہو مفہوم ہوا احمد ہمکو

وہ ساجدِ طاقِ دیر و حرم ہین شیخ و برہمن یہ ہمہ فروش

ابروے بتان مسجود ہے جب آتا ہے نظر وہ چشم ہمکو

ہر غافل و ناصح دم و دیگر کیا دکھلاتے ہین ہر دم ڈسو

از خُلقِ حسن مرشد نے کیا بار رازِ خدا محرم ہمکو

کیا پڑ گو یون ہے کام رہا معرفت کا جب دم راز کھُلا

بنصرت یہ صدا ناصر کے کرم سے پائی ہین جا بجا ہمکو

ظاہر نمایش ہر جگہ پھر ہمسری کیون شمع مہ سے ہو پلٹو نہ ہر دم اے صنم تم بارخِ رخشندہ ہو

عادت کجی کی ہوتی ہے خو بو بکر یلین جا ملو مائل ہو عاشق طرف تم گوہرِ تابندہ ہو

کب تم باذن مسیحا کر ہین چشم و گان جب دم نگاہ پاک سے مرقد مین مردہ زندہ ہو

اے ناصح ناداں تیری جانب ہم تیز ہیں کیونکر — پھر کیا کریں اب وس بار بہ کیوں ہو شنیدہ ہو

جو عشق کا اسرار ہو آسان نہیں شو آکر
سب فضل پر موقوف ہو عابد مگر جوئندہ ہو

قصیدہ موسومہ بنام تاریخی خیابان خلد
۱۲۹۸ھ

ترحم کن بحال من خدا را یا رسول اللہ — شفاعت کن برای من گدا را یا رسول اللہ

بروز حشر در بخشش برای امت عاصی — ندارد غیر درگہ حق کسی تو یا رسول اللہ

ہزاران ماہ بصد عشق تصدق بر جمال تو — خدا بیند او آن حسن و جمال را یا رسول اللہ

توئی شاہنشہ عالم بفر و حشمت و جاہی — کمینہ بندہ ات جمشید و دارا یا رسول اللہ

تصدق یا شہ ایران صدق بر جمال پاک تو — گدا ہو او تہ سنگ خارا یا رسول اللہ

ز حق

زخوئے عارض تو دُرِّ مکنون قطرہ باشد
زگیسوئے تو شمیمِ مشک سارا یا رسولَ اللہ

زمین و آسمان لوح و قلم جن و ملک انسان
ہمہ بادید عشقت شکاری یا رسولَ اللہ

جبین بر روضہ پاک تو میسایند روز و شب
جنن ہند و عرب ترک و بخارا یا رسولَ اللہ

اگر یک جرعہ نوشد کسے از جامِ عشقِ تو
ز لوحِ دل بشوید ماورائی یا رسولَ اللہ

غریبم بیکسم زارم غریقم در گنہ بیحد
تلطف کن نہان و آشکارا یا رسولَ اللہ

بدرگاہِ کریمت آمدہ عابد بچشمِ تر
کنی بر حالِ او لطف و مدارا یا رسولَ اللہ

جب سے دیکھا وہ چشمِ مستِ سرشار کا نقشہ
نظر میں پھر نرگسِ بیمار کا نقشہ

کیا مانی و بہزاد سکے لکھے یار کا نقشہ
جانے نہ بجز دل کوئی دلدار کا نقشہ

ہین باغ مین جنگل مین کرشمہ شمشاد و صنوبر
اے سرو خراماں تیری رفتار کا نقشہ

ہر شب تیرے عاشق کی ہے حالت
ہر روز بنا تیرے دل افگار کا نقشہ

اُٹھا ہی ہاتھوں سے پیچان ہوا دل اپنا
جب سے دیکھا تیری زلف شکندار کا نقشہ

عاشق ہی ترا ہو گیا دیدار سے محروم
کوچہ مین کھڑا تک ہے دیوار کا نقشہ

خلق حسنی پایا ہے ناصر سے جو سید
مت بھولنا اوس کاشف اسرار کا نقشہ

ے

ہاتھ مین اپنے ہے کچھ شمشیر میرے واسطے
بس ہے مژگاں کا اشارہ تیر میرے واسطے

ہین جو عاشق اگر کستی تجھ سے پھیر لے
ہین غزالان ختن نخچیر میرے واسطے

آخر ہے یا ہو ترا ازل حق سے مقرر ہے خلق
اوسپہ ہوتا نہین کچھ ہے تقدیر میرے واسطے

میرے قاصد کو پہرا خالی لکہیے مجہے جواب — خوب ہی ہو یا زشت ہی تحریر میرے واسطے

صفحہ سینہ پہ ہی میری تسلی کے لیے — عشق نے کہینچی تیری تصویر میرے واسطے

مصحف رخ پر تیرے زیبا خط زلف عنبریں — لکہدیا ہی حسن نے تفسیر میرے واسطے

علم منطق کے معقولے یاد حاصل کو نہین

زاہدا کرتا ہی کیون تقریر میرے واسطے

اگر پوچہو میرا نشان بے نشان ہی — کہ رہنے کا میرے مکان لامکان ہی

کہی آیت نحن اقرب جو تو نے — تو پہر تجہین مجہین جدائی کہان ہی

تو پردہ مین رہکر کیا مجہکو ظاہر — ہوا ذات اقدس کا مجہسے عیان ہی

نہ یہ شش جہت وہان نہ ارض وسما ہی — ہماری خودی کا نرالا جہان ہی

نہیں ہے بجز تیرے کچھ شے یہاں ہیں
جو ڈھونڈھتا ہے وہ تجھ میں نہاں ہے

سدا فیض عابا کو ہے وسلے حاصل
فقط ناصحوں پاس جھوٹا گمان ہے

گل ہے وہ کہیں کہیں کلی ہے
ہر حال میں رنگ میں بھلی ہے

بانکی تیری سر پہ جو کلی ہے
جب سے دیکھا ہوں بیکلی ہے

نزدیک ہمارے وہ خفی ہے
کثرت میں جو دیکھو تو جلی ہے

بھاتی نہیں ہمکو سیر گلشن
مسکن اپنا تیری گلی ہے

جب آنیگا نہ کوئی رمز باطن
سمجھے گا وہی کہ جو ولی ہے

بس حالت نگوشی ہو تو ہیں دل
ہلتی جب وقت چلبلی ہے

وعدہ نہ وفا کیا جو تو نے | اس وجہ سے دلکو تلملی ہے
ابرو کی تیری ثنا کرین کیا | تلوار ہر ایک جا چلی ہے
وہ شیر خدا وصی احمدؐ | نام اونکا غضنفر علی ہے
معراج مین ہمرکاب احمدؐ | جبریل جوان اردلی ہے

پوچھے کا جو کوئی نام میرا
کہدونگا کہ عبد علی ہے

آتی ہے پسینے سے تیرے بو مشک و اگر کی | اور شکل ہے از بدر ہے اوس شکل قمر کی
اشکو نہین جو شوخی ہے میری بخت جگر کی | وہ آبرو لیتی ہے یقین لعل گہر کی
امید جہان بستہ دامانِ کرم ہے | خلقت ہے نمایان سر جیب سے نظر کی

میں بندہ ہوں بندیکا خدا اوسکا ہے واقف
سچ بات یہی ہے میرے دل اور جگر کی

حسرت سے ہر ایک گل کا ہوا چاک گریبان
جس باغمین اوسنے پئے گلگشت گزر کی

دکھلایا رخ اپنا جو نقاب اوسنے اوٹھا کر
نظرون مین میری گھٹ گئی توقیر قمر کی

کیا دیتے ہو بل زلف معنبر کو تم اپنی
پیچیدہ دھوان دیتی ہے بتی بھی اگر کی

رندونکو سدا منہ وہ چڑہاتی ہے ساقی
یہ بنت عنب گھاٹ کی ہے سمجھو نہ گھر کی

آزاد کو دنیا مین نہین کام کسی سے
کب زد ہے سروِ گلستان کو ثمر کی

جیتے رہو تم لاکھ برس ہم یہی کہتے ہین
ہو حق علی شاہ دکن عمر خضر کی



تعلیم و قواعد سے وہ جھنجھلا کے ہین کہتے
عابد کبھی عادت نہین اپنے ہنر کی



تیر سر پہ تیر لگا وہ تمہین ڈر کسکا ہی
یہ جگر خانہ تمہارا ہی ہو گھر کسکا ہی

ہم ہین فرش تن مین ہا ہو رہی اتنا بھی غرور
تم نہین پوچھتی قدمو نپہ یہ سر کسکا ہی

سیکڑون وقت چلے آتی ہو کہہ مین میری
آپکے باہر ہی سی کہتی ہین کہ در کسکا ہی

عاشقی اپنی جتاؤن تو وہ فرماتا ہی
میرا عاشق نہین جانے کہ پیکر کسکا ہی

کرین خود آپ شرارت و برائی ہر وقت
کہتی عابد سی ہین اون کو یہ شر کسکا ہی

ہمنے اوس رخ پہ جو نظر کی
تنویر تھی طور کے شجر کی

نظرون مین کوئی نہین سماتا
ہی جب سے لگن لگی ادہر کی

اللہ کو مشتہ دیکھا جبین گیسو کر
تسبیح تو کر رہے ہین ہر کی

تم ہو تو ہے جانِ جانِ زندہ | واللہ قسم ہے میری سر کی
شاہنشہِ ملکِ حسن تم ہو | ہے سر پہ زیبا کلاہ زر کی
کعبے کے سفر میں ہے رہزن | ہر قدر شتر سے بڑھ کے خر کی

بلبل کے ڈرانے سے بڑھ کر ہیں گلین
جو جان سے لئے ہیں خیر و شر کی

خمسہ غزل حضرت سبحانی رضی اللہ عنہ نام تاریخی داغ جگر ہے ۱۳۰۱ھ

سر قدم در کوچۂ دلدار بودی کاشکی | بلبلم ہم جا ہمہ در گلزار بودی کاشکی
الحق از سر گوش جدار بودی کاشکی | آنکہ سبزتر ہم بر دار بودی کاشکی

وین ہمہ من خاشاک را دریا بودی کاشکی

چونکه لطفش یافته دانسته‌ام خوبی حبیب
راه جنت ترک کرده میروم سوی حبیب

شوق دل گویم همه چون بنگرم روی حبیب
تا صبا خاکم نبرد سے از سر کوی حبیب

خاک من خشتی از آن دیوار بودی کاشکے

در جحیم غم بدار بی نفس کافر کیش را
هر زمان بینی و میدانی کمی و بیش را

دور از خود گر گزاری عاشق دلریش را
چون تو گاه میکنی پرسش مرض خویش را

وایما چون دل تنم بیمار بودی کاشکے

سوی کعبه میروند از بسکه خوبجویند خلق
روی خود از آب غم در حرم شویند خلق

حق تعالی را ندانسته چه میجویند خلق
بسکه بیداد تو افزون میشود گویند خلق

جور ایشان تو همچون یار بودی کاشکے

سر کشد آه و فغانم از زمین تا آسمان | دارم امید وفا می از تو ای جان جهان
می کند معشوق گر هر جا ستم بر عاشقان | با وجود از جور بسیار تو گویم هر زمان

اینکه باشد اندکی بسیار بودی کاشکی

می‌نماید ناله در فصلِ خزان بلبل هزار | در شب هجران چرا ای ماه نباشد زار زار
جان و دل پیوسته مثل برق باشد بیقرار | چون نتوانی که همچو گل جدا کردی چه خار

مے افکار قرانِ خار بودے کاشکے

خمسہ غزل حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ العزیز بنام یکے

خرمن عشق ق ۱۳۰۶

همسر عشق درین کون و مکان نیست کسے | غیر او بین کہ درین هر عیان نیست کسے
چشم بکشا کہ بجز جلوهٔ آن نیست کسے | بخدا غیر خدا در دو جهان نیست کسے

صلال

صد دلیل است دلی واقف از آن نیست کسے

دیده را کن طلب ای یار ز دیدار نخست
چون ترا دیده نباشد بطلب باشی سست

دل خود دار تو در الفت محبوب درست
نکتهٔ سر محبت چو نهان از من و تست

لاجرم در صدد شرح و بیان نیست کسے

دل معشوق درین دهر ز الفت بکجاست
بلکه لبریز کدورت ز محبت بکجاست

سینهٔ بو الهوس از راز حقیقت بکجاست
مسند عزت و خلوتگه وحدت بکجاست

از ازل تا به ابد در خور آن نیست کسے

نغمهٔ سر انا الحق چو ز دل می جوشید
صفوت ظاهر او معنی باطن گردید

صورت خویش چو در آئینهٔ دل می دید
لاجرم عاشق و معشوق خود ساخت پدید

تا که بروی بجز از وی نگران نیست کسی

ای دل ار شدی از مدد عشق قوی
همره باد صبا در چمنی گر بروی

نغمه زن گشته چو بلبل بهوا محو شوی
اینهمه زمزمه کز سینهٔ خود می شنوی

تو چه گوئی که درین خانه نهان نیست کسی

راز مخفی چو بگردید عیان وز ازل
عشق شد در دل عشاق نهان وز ازل

تا ابد ماند بشد هر چه نشان وز ازل
زنده دل را چه غم از رفتن جان وز ازل

زانکه دل زنده باین روح روان نیست کسی

قصه کوهکن و قیس اگر می دانم
یا بجز جلوهٔ معشوق حقیقی خواهد

پی جنون گم شده عشق بمنزل نرسید
دعوی عشق درین معرکه هرگز نکند

اگر از جہان و دل خویش بجان نیست کسے

یادِ اجمیر بہ بلبل مع یاران بکشد
از پئ فاتحہ تربتِ ذیشان بکشد

ہم چو مجنون کہ جنون سوئے بیابان بکشد
بارِ عشق تو معین بدل و جان بکشد

کہ ہوادارِ تو تنہا بزبان نیست کسے

خمسہ بر غزلِ ضامن علی صاحب نامِ تاریخی آن لذتِ معنوی ۱۳۰۶

الستُ بربکم کو ہم صدا تیری صدا سمجھے
جواب اوسکا نہیں دیگر بجز قالوا بلیٰ سمجھے

کسی خورشید رو کی گر ضیا دیکھی تو کیا سمجھے
رخِ روشن کو ہم اوسکے تجلی خدا سمجھے

بجا سمجھے حقیقت میں جو رازِ انبیا سمجھے

محمد کو خدا بیشک بقولِ رہنما سمجھے
جو نعتِ احمدِ مرسل کو حمد کبریا سمجھے

تجھ بن ہم ہیں پیار آپکے تم تنہا کیا سمجھے — تمہارے آئینہ رخ کو وہ ہم عکس اپنا سمجھے

جمال نور احمد کو رخ نور خدا سمجھے
صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول سلام علیک یا نبی

ہمیشہ عشق کی آتش میں اپنے دلکو تپایا کر — زباں سے نام اپنے بت کا ہر آن جپایا کر

تماشا دیکھ اس دنیا کا ظاہر کیونکہ چھپایا کر — سمجھ ہر اپنی پا نی یا اور عقیدہ اپنا اپنایا کر

کوئی اوس بت کو کچھ سمجھے ہم اوس بت کو خدا سمجھے

وصال مہوشاں سے یہ دل پیدا نہ ہو ہرگز — بقول صحبت دانا فصاحت سنتے ہیں اپنی

سمجھ شیدا عشق حقیقی کرتے ہیں پابند — خدا ہے جدا کب ہر جا بت جگر گیا ہے

یہ ہی ایک معجزہ پایا ہم اور دو آشنا سمجھے

جنابت عشق کی صبح و شام دیکھنے گیا ہوں ہر — صفائی سے کیا آئینہ دلکو جو اب سمجھے

وہی ارشاد اپنے پیشوا کا گوہر تر ہی — حصول معرفت ذات خدا کی [illegible]

فنا کو جو بقا سمجھے بقا کو جو فنا سمجھے

چھپانا اوس سے کیا دوست کہ مجرم ہیں صبوری کے — دیوانی شکل مجنون [illegible]

جگر کینوا اب معلوم سب عالم ہیں صبوری کے — [illegible]

خطا اپنی سمجھ کی ہی جو ہم سمجھ خطا سمجھے

دل پر درد کی غم حیاں تا بش ہو جانا لینے — [illegible]

ستم ظلم و جفا کا سہنا یک کا ہتس ہو جانا لینے — رضامندی [illegible]

شہادت کا مزا ضامن شہید کربلا سمجھے

مخمس غزل حضرت مولوی نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

تیرے عشق نے یون پھرایا مجھے
نظر آیا تیرا نہ سایا مجھے

بتایا عجب یک سمایا مجھے
منہ اپنا جو تونے دکھایا مجھے

وہین پھر جو ڈھونڈا نہ پایا مجھے

تیرا چہرہ مانندِ شمس و قمر
سمایا ہے نظرون مین شام و سحر

جو مین دیکھتا ہون ادھر اور اُدھر
بسا میری آنکھون مین تو اسقدر

کہ تجھ بن نظر کچھ نہ آیا مجھے

ہے بالا ترا علا کسے شانِ عشق
ہمیشہ ہے عاشق ثنا خوانِ عشق

نظر آئی سیرِ گلستانِ عشق
کہان تک کہون لطف و احسانِ عشق

کہ جون جون گھٹا مین بڑھایا مجھے

بڑہی عشق کی ہاتھون اسطرح سوج
ہوئی محو یک آن مین اپنی بوج

فلک کی ہوئی پیت یارا برہوج
یہانتک دیا مجھکو حسن عروج

کہ بندی سے مولا یا بنایا ہے مجھے

کہان تیری الفت مین دل کو قرار
پئے وصل ہی چشم دل زار زار

کبھی مجھہ فدائی سے ہو جاد وچار
مین قربان ہون تیری نظرو نکر یار

ملاتی ہی آنکھین گمایا مجھے

رہے یاد گر بیخودی کا مقام
ہو وہ سربسر بیخودی کا مقام

کیا یاد گر بیخودی کا مقام
کہان مین کدہر بیخودی کا مقام

وہانسے یہان توہی لایا مجھے

مددگار علی کا ہے روز و شب | بجز جس کے جو اصل میں ہے عجب
کرمیں التجا ہے گھڑی با ادب | نہ با ذا اب یہی ہے دعا و طلب

رکھے اپنا ہی بندہ خدایا مجھے

مخمس بر غزل حضرت شاہ خاموش صاحب علیہ الرحمہ معہ تاریخی خورشید صوفی ۱۳۰۶

فدوی ہے دل و جان سے سردار تمہارے | جام مے الفت سے ہیں سرشار تمہارے
عاشق بھی ہوئے ہیں تو ہیں شیدا تمہارے | ہم گرچہ نہیں لایق دربار تمہارے

مشہور تو ہیں بندۂ سرکار تمہارے

تیری ہی قلمرو ہے جدھر دیکھوں جدھر کو | ہیں تیری ہی نعمت سے بہت کی تشہیر کو
دو گشت ہو عیش تبسم کہ ہے پیچھے نظر کو | اچھے ہیں ہیں دیکھ رہی جیا ہیں کہ سر کو

گل ہین تو تمہارے ہین سو گر خار تمہارے

فرہاد ہوا عشق کی شیرینی چشیدہ | اور شمع پہ قربان ہے پروانہ رمیدہ
کیون تم پہ دل و جان سے عاشق نہ ہو شیدہ | زندہ کو تو مردہ کرین اور مردہ کو زندہ

ہین دونون صفت آنکھونسے اظہار تمہارے

ہر وقت میری آنکھون مین ہے آپکی تصویر | مقدور ہو کیا میری جو تمسے کرون تقریر
کشتہ ہون ازل ہی سے مقرر میری تقدیر | مقتل مین جو آؤ تو نہ لو ہاتہ مین شمشیر

بس کے تو ہین دو ابروی خمدار تمہارے

مسجد مین ہین یا کہ رہین آپ کلیسا | ہم جان لئے آپ کا پیچھا نہ چھوڑینگا
یا پیچ ہے ڈالی ہے تیری زلف چلیپا | یوسف کی تو عاشق ہی زلیخا تھی شیدا

یوسف سی ہزاروں ہین خریدار تمہارے

ہیں نون تمہارے کبھی زاہد وہمی | بیمعنی ہین الفاظ تیرے عقلی و فہمی
مجروح ہین ہم جتنے کہ ہین قابل رحمی | ہم ایک نہین تیر نگہ کی تیرے زخمی

بہتیرے ہین ان چتونکی بیمار تمہارے

... کی عبادت پہ تمہارے نہین غرہ | کیون کرتی ہوا زاہد مصحف مرستم جوئی
ہر طور سے ہوونگی شریک آپکے ہم دور | خاموش نہین قابل محفل ہے کے سیطور

رہنے دو اسے بس پس دیوار تمہارے

تخمیسہ غزل حافظ صاحب نام تاریخی مذاق محبت ۱۳۰۵

دل گا ... کرکے جو حاجی کہاں نکلے | جو ہین مکین کعبہ وہ نہین ہم ان ہے پانکلے

ناصح نہ بیچ و پند کہین منہ کی کہائینگے
ایسے صنم کو چہوڑ کے کیا کعبہ جائینگے

وہان بہی وہی صنم ہے تو کیا منہ دکہائینگے

شیرینی ہم تمہارے سخن کی جو پائینگے
پاس جو ہے شیر آنکہون سے اپنے بہائینگے

بے ضرب تیشہ صورت فرہاد کہائینگے
جوش جنون مین اپنے کبہی ہم جو آئینگے

مجنون نہین کہ ہم تمہین لیلیٰ بنائینگے

رتبہ طرف حجاز کے آنے سے کچہ نہین
رتبہ حرم حطیم کے پانے سے کچہ نہین

عرفات کا پہاڑ دکہانے سے کچہ نہین
عاشق کو سو کعبہ کے جانے سے کچہ نہین

ہم اپنے کوئے یار کو کعبہ بنائینگے

آتے تمہارے ہی طرف بہشت گر ہم
آنکہون کو اپنے فرش رہ مین کا کر بچہائینگے

فرقت کی شب فلک کے ہی تارے گن گئے ہم | معشوق تم بنیگے تو عاشق بنینگے ہم

تم ہی ہماری طرح سے صدمے اوٹھائینگے

ہیں حق کے پھیر والے عراق و حجاز کے | شایق مدام رہتے ہیں ارباب آز کے

بیشک شہ چننے والے ہیں انداز و ناز کے | ہم کشتۂ نیاز ہیں اوس بے نیاز کے

ہرگز نہ بارِ منت و احسان اوٹھائینگے

شوخی جو بیت ارنی کہا کیا قصور ہے | با نارِ لن ترانی جلا کوہ طور ہے

جب ہر گروہ زندگی کا جہان میں ظہور ہے | فکرِ کفن ہمارے لئے کیا ضرور ہے

عریان جہاں سے آئے ہیں عریان ہی جائینگے

ہے نا خبر ہے مجھکو آکر دیکھی لاگ سے | رہتی ہے محویت مجھے اس حسن کے راگ سے

ڈریکو یونکو رہتا ہے صحرامین باگ سے ‏ جانورونکو خوف کیا ہے عشق کی آگ سے

تلے پہ ہونگے شافعِ محشر جہاں مین کیے

اللّٰہم صلّ وسلّم وبارک علیہ

خمسہ بر غزلِ مومن نام تاریخی آن شیخ [illegible]

زلفیں رخسار پہ جسوقت پریشان ہونگی ‏ دلِ عشاق بہ سلسلہ جنبان ہونگے

جمع اطراف جو دیدار کے خواہان ہونگے ‏ ناوکِ ناز جو مہرو پہ نمایان ہونگے

نیم بسمل کئی ہونگے کئی بیجان ہونگے

اوسکے رخسار کو کیا مہرِ درخشان کہو ‏ [illegible]

دیکھنے کی نہیں طاقت [illegible]

اور بہتجا ہے کہ تصویر جو حیران ہونگے

راتدن دیر میں رہتے ہیں پرستارِ صنم | شاہدِ عیش کے بس وصل سے شاد و خرم

عشقبازی سے جو تو منع ہے کرتا ہمدم | ناصحا دل میں تو اتنا ہی سمجھ اپنے کہ ہم

لاکھ نادان ہوے کیا تجھے بھی نادان ہونگے

چشمِ سفاک کی بیماری جو پاوینگے کبھی | مثلِ نرگس وہ بیماری کھاوینگے کبھی

تنگ بیمار جو اس جینے سے آوینگے کبھی | منتِ حضرتِ عیسیٰ علے نبینا و علیہم السلام نہ اوٹھاوینگے کبھی

زندگی کے لیئے شرمندۂ احسان ہونگے

حاجی بیت ہے خدا کے ہیں مکان میں مومن | صرف [illegible] سا ہیں [illegible] نہیں [illegible]

کافرِ عشق ہیں کہلاتے جہاں میں صوفی | عمر ساری تو کٹی عشقِ بتاں میں مومن

آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہونگے

مستزادِ تامِ تاریخی شمشیرِ محبت ۱۳۰۰

دلِ خود عرشِ معلا ہی صنم رہنے سے — واہ کیا خوب کہا

جا وین کب دیرو حرم دل ہی حرم رہنے سی — ہی وہ مرغوب سدا

گفتگو مین نہ کبھی فاش ہو رازِ باطن — گرچہ ہووین کُنہ دان

ہم مزا جان کو فقط جان کے تہم رہنے سے — یہی محبوب دکہا

دمبدم ہمدم واب غور کرو کیا ہے دم — تمکو ہی حق کی قسم

گل و بلبل بچمن سرو پہ نازان قمری — تہو سبہی کرتی خوشی

عیش ہی عاشق و معشوق بہم رہنے سے — کہتی ہی بادِ صبا

سیرِ گلشن مین خرامان جو ہوا غنچہ دہن — گلبدن رشکِ چمن

زینتِ راہ ہے تیرا نقشِ قدم رہنے سے — دل ہوا میرا فدا

غیر کیون کر نظرِ قہر سے ہے دیکھ رہا — کہو حاصل تجھے کیا

پاویگا مرتبہ یک عشق کا غم رہنے سے — دل کر اوپر سجدا

زیرِ ابرو وہ سیہ خالِ تو مانندِ سپر — صاف آوی ہے نظر

تیغِ بُرّان ہے تیری ابرو مین خم رہنے سے — جسنے دیکھا وہ کہا

ہے رقیبون کو حسد حد سی زیادہ دل مین — دیکھہ ہوتے ہین خجل

عاشقِ زار تیری بزم مین جم رہنے سے — جو ہے یہ رتبہ ملا

عابدا ناصرِ برحق کا ہوا اللہ ارشاد — ہمکو [illegible] ہے یاد

[illegible] کو ہے یار صنم رہنے سے — [illegible]

مستزادِ دیگر نامِ تاریخی آں شمشیرِ برّاں کٹ ۱۳۰۶ھ

تیری چاہت ہی مجھے چہتا ہوں میں تجھسے تجھے — تو بھی اب چاہ مجھے
نظر آتا نہیں جز تیرے کوئی چاہوں کسے — جو کہ آجی میں بسے
ہی تماشا یہ نیا ہوکے نہیں بندے کا — یہاں آکر جو مٹا
لا میں ہوکر جو فنا فی اللہ میں باقی ہے — جلد خود آکے ملے
ہم سے کہنے لگے وہ چہتے ہو کیا ہمسے بھلا — میں تو ہوں تجھسے ملا
جو کہ تو مانگتا ہر وقت وہی تجھکو ملے — تیرا دشمن ہی جلے
شکر صد شکر کہ اب ساقیِ مدہوش سے جو ہم — بیٹھے غفاسا میں گم
ہمکو خواہش ہی نہیں ہیت و نسبت گر ملے — تیغ کی مشق کرے

عابدا شعر تیرے بھر سمع ہمکو تو دے — کہتو شوق ہین تجھے
ایک سے ایک ہو بڑہکر سبھی سانچے مین ڈہلے — جو پسند آوین تیرے

رباعیات و قطعات

رباعی

ہر رنگ مین شکل آب ہو جا تو فنا — غیروں نے رکھہ اتحاد دل کیجو فنا
ہردم ہو ہو اللہ یہ فیض ناصر — منصور ساز نہار نہ کہہ لفظ انا

قطعہ

دل کیے جو بیٹھا ہے ای غافل اوٹھا — لیکطرف ہو ہر طرف سے دل اوٹھا
صحبت فقرا مین عابد رات دن — بیٹھا گر ہے تو کچھ تو مسل اوٹھا
دکھلائی دیوے غیر تو پہچان آشنا — مانند آب صاف ہے ہر رنگ ہو فنا
ظاہر پرست ہوتی ہین ہرگز گدا — منصور و بایزید سا سبحانی و انا

قطعہ

ہم سے جو نہ دم بدم رہیگا — نے ہستی و نے عدم رہیگا
مشتاق رہینگے او سکے عابد — جب تک کہ یہ ہم ہیں ہم رہیگا

قطعہ

تو عابد ہے کام نہ رکھ ناصر مطلق — زیبا ہے ترے واسطے معبودی حق
الا میں نہیں بحث جو کچھ ہے تو الا میں — اس بات سے تشبیہ نہیں ہر جاہل و احمق

رباعی

گر جلوہ یار دیکھنا ہے منظور — تو جان اسکو و دلکو ہم صاف رکھو
وا ہوتی ہیں یکبار جو چشم باطن — ہو جاتا ہے منکشف سبھی نور ظہور

قطعہ

ہیں ناخوش کسی سے نہ خوش ہوں کسی سے — کہ ہے ناخوشی اور خوشی اپنی جی سے
کیا بیخبر مجھکو اپنی خبر نے — عجب بیخودی آگئی آگہی سے

قطعہ

کیا ہے اب اور کیا سے کیا ہو جائینگے — ٹک جو تیری آنکھہ وا ہو جائینگے

تصور سے آئینۂ دل دیکھ لے | کوئی صورت رُونما ہو جائیں گے

قطعہ

غنچہ گر ہنسنہ شگوفہ کے مانند | گل سا ہرگز نہین ہنسا کرنا
اپنی کہنا نہ ایک سے کچھ بات | غیر کے سیکڑون سُنا کرنا

قطعہ

ہو ایک اگر بتاؤن عبث بلا | برداشتہ دل ہو نہیں سبھی سے
ہم بیخبرون کی مت خبر پوچھ | آگاہ نہیں ہین آگہی سے

قطعہ

خندۂ گل کی طرح ہے عیش یہان پاؤ پہر کا | دم غنیمت ہے سمجھ جو دم کہ دم باقی ہے
یار تو جاتا رہا داغ جدائی دل پہ ہے | جون قدم اوٹھ جائے پر نقش قدم باقی ہے



تمت



تقریظ ریختۂ خامۂ تفضل شمامۂ مولانا مولوی محمد میر انصاحب خلف جناب محمد حبیب اللہ صاحب ذکا

اللہ اللہ یہ دیوان ہی کہ کوئی چمنستان ہی۔ نہ وہ چمنستان جسمین آج بہار ہی تو کل خزان ہے آج گل لہلہے ہوئے ہین تو کل کمہلائے ہوئے۔ آج سبزے لہلہا رہے ہین تو کل مرجہائے ہوئے۔ گل ہی تو صرف نگاہی کو نضارت بخش۔ سبزہ ہی تو محض آنکہہ ہی کو طراوت دہ۔ بلکہ یہ وہ چمنستان ہی جس مین خزان کا گزر نہین۔ اس مین جسکو زوال ہو وہ بہار نہین۔ اسکا ہر پہول بجای خود ایک چمن ہی اور چمن بہی ایسا کہ افسردگی سے امین ہی۔ بو وہ بو کہ جان پرور و روان آسا۔ جس سے مشام آگہی معطر ہو۔ رنگ وہ رنگ کہ نظر فروز دل ربا جس سے چشم خرد منور ہو۔ کیون نہو اس چمنستان کے پہول ہی کچہہ نرالے اور سبزے ہی جُدے ہین۔ یعنی اشعار آبدار و ابیات پروین نثار جو خوبی مین آپ ہی اپنے نظیر ہین۔ اور بدرجۂ غایت دلفریب و دلپذیر ہین۔ ہر شعر انتخاب۔ ہر بیت لاجواب۔ ہر لفظ گوہر خوش آب۔ ہر نقطہ درخشندگی مین آفتاب۔ جو آب و تاب اس مین ہی وہ گوہر مین نہین۔ جو رنگینی اس مین ہی وہ گل ترمین نہین۔ مضامین بلند۔ خیالات آسمان پیوند۔ الفاظ ارجمند۔ بندش دلپسند۔ مطالب عاشقانہ کا نرالا ڈہنگ۔ مقاصد صوفیانہ کا نیا رنگ غرض ہر ایک بات مرغوب۔ ہر ایک نکتہ خوش اُسلوب۔ کیون نہو یہ چمنستان جسمین ایسے گل و بوٹے ہین اوسکا نشو و نما ایک ایسے مبارک اور فرخندہ عہد کی ابر کرم اور سحاب فیض سے ہوا ہی کہ جب سے زمانہ وجود مین آیا ہی اوسنے ایسا متبرک عہد نہین پایا ہی۔ اور وہ عہد گویا ایک درخشندہ آفتاب ہی کہ اپنی اون شعاعون سے جو امن و امان و میمنت سے بہری ہوئی ہین سارے عالم کو نورانی کردیا ہی۔ اور ایک بارندہ سحاب ہی کہ اپنے اون قطرون سے جو فیض و فضل و برکت سے لبالب ہین گلستان جہان کو سرسبز و شاداب بنا دیا ہی یعنی عہد میمنت مہد بندگان قدر قدرت قوی شوکت آصف سلیمان منزلت نظام الملک

میر محبوب علیخان بہادر

شاہ مرتبت آسمان آستان فرشتہ پاسبان سحاب نوال ہلال رکاب فلک بارگاہ
ظل اللہ جمشید شید فریدون فر سکندر در دارا دربان ہوشنگ ہوش منوچہر چہر
عالی جناب مستطاب حضور لامع النور فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ
ادام اللہ ظلہ علی روس العالمین بحرمۃ حضرت
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔ اور اوس چمنستان کے
آرائشگر وآبیار ایک ایسے امیر باتوقیر کی فکر صائب وطبع رسا ہی جسکی مدح وثنا اللہ اللہ
بیان سی سوا ہی اعنی نواب معلی القاب مہر سپہر برتری آسمان جہان سروری
جمیل الشیم حمید الخصال کریم الطبع صاحب النوال آب ورنگ گلشن فضل وکمال
سرو بوستان جاہ وجلال خداشناس خدادان سرچشمہ علم وعرفان بہ یم
طریقت وحقیقت کے قرزندہ شمع جامع مدارج جمیع الجمع نواب مستطاب میر عابد
علیخان بہادر طال بقاؤہ وزاد علاؤہ خلف نواب صولت جنگ مغفور
نور اللہ مضجعہ

تواریخ طبع از حضرت غلام حسین صاحب قبلہ المتخلص شہوار استاد مصنف دام ظلہم

طبع یہہ دیوان جب عابد علیخان کا
جسکا ہر شعر پر رونق ہی گل اورنگ کا

سال تاریخ اوسکی یوں شہوار نی کہی ستیار
زیب بستان ہی یہہ دیوان ابن صولت جنگ کا

وله

چو دیوان عابد علیخان تمام
بشد طبع در مطبع با صفت

سرودے ز شہوار تاریخ طبع
بفردوس بستان با معرفت

وله

اکت ہذا عابد اسم اسمیہ محب سخن
گشت ہی بخط خوش طبع بصد صفت

گردو چو شاهوار فکر از پی سال طبع آن — کردند ا سروش غیب گلشن معرفت ۱۳۰۶

چکیده کلک گهر سلک طبع وقاد جناب راجه گلشن پرشاد بهادر عالی
متخلص به شاد نبیره جناب مهاراجه بهادر پیشکار صاحب کار

از مضامین بلندی که درین دیوان نوشت — نی عجب سر بفلک گر بکشد پایه نظم
پایه و مایه نظم سخن این است اگر — شاد فرمود سن طبع که سر پایه نظم ۱۳۰۶
باد مطبوع جهان این نظم اعجاز آفرین — تا کلیم فکر را جا هست بر طور سخن
از مصنف شد چو اصرار از پی تاریخ آن — شاد سال طبع آن فرمود منشور سخن ۱۳۰۶

از نتایج طبع مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب ابو طاهر

من بدانم مذاق عابد را — سخن صوفیانه دلکش ۱۳۰۶
سال طبعش جلی و مخفی دان — سن هجری هزار سه صد و شش ۱۳۰۶
کلک عابد علی نواب معلی القاب — ریخت این گوهر نایاب مذاق عابد
زد رقم خامه طاهر سن طبع ولیکن — بی بها و دلکش احباب مذاق عابد ۱۳۰۶
دیوان ما عابد علی خان این صحیفه [illegible] — که باشد طبع وقادش پر از نیرنگ بوقلمون
بفیض ناصر مطلق رقم فرمود دیوانی — ز هر بیت بهر شعرش زا سرا سست هر مضمون
برای طبع سال آن چه خوش گفتا خرد طاهر — ز جوش از طبع عابد شد روان امواج گوناگون ۱۳۰۶

شهزاده غلام محی الدین صاحب متخلص شهیار خلف جناب شهوار صاحب

حیف از دیوان میر عابد علیخان طبع شد — هست تحسین و غزلها جمله سبحان الله
گر چو چون شهیار باری فکر در تاریخ طبع — با تفکر گفت — باغ آمد بهار بی بها ۱۳۰۶
[illegible] دیوان میر صاحب علی خان — که باشد از شراب معرفت مست

چنانچہ تاریخ طبعش گفت شہیار ۔ کہ این گلزار عرفان بے عدیل ست ۱۳۰۶

وله

مطبوع چو شد مذاق عابد ۔ از اوج تجلی مہر شد پست
شہیار بگفت سال طبعش ۔ نورانی حدیقۂ عرفان است ۱۳۰۶

وله

دیوان لطیف میر عابد علی خان کا چھپا ۔ دیکھو کہ وہ مطبع میں ہر کیا خوب چھپا
شہیار نے سال طبع لے خامۂ شوق ۔ لکھا کہ — حدیقۂ سخن عیش افزا ۱۳۰۶

از نتایج طبع وقاد جناب محمد مظفر علی صاحب خوشنویس

ز عابد علی خان روشن ضمیر ۔ چو تصنیف شد نسخۂ دلپذیر
پئے سال تاریخ طبعش غریب ۔ ندا شد کہ — دیوان بیا از نظیر ۱۳۰۶

وله

عابد علی خان کرد چو دیوان طیار ۔ از فضل خدای پاک و عون ناصر
ہاتف پئے سال طبع نیکش گفتا ۔ نایاب زبس مذاق عابد ۱۳۰۶

وله

دیوان ہمہ طبع شد چو از فضل خدا ۔ مملو بر موز است اوراق سراپا
ہاتف فرمود سال طبعش ز غیب ۔ سر حق با مذاق عابد پیدا ۱۳۰۶

وله

ہوا دیوان میر عابد علیخان بہادر کا ۔ پر از اسرار حقانی بر رمز معرفت مملو
برائے سال تاریخ اوسکے جب ہم فکر کی پہنچے ۔ کہا ہاتف — مذاق عابد کا ہے یہ بہتر امید ۱۳۰۶

طبعزاد منشی محمد علی صاحب ملازم سرکار عالی قدر علامیر حافظ علی صاحب بخشی

فرمود جناب ماجد دیوان تصنیف ۔ این دلکش و دلنشین مذاق عابد
ہاتف پئے سال طبع نیکش گفتا ۔ نادر واللہ این مذاق عابد ۱۳۰۶

وله

کرد تصنیف چو میر عابد علی خان دیوان ۔ ہے بہار دلکش احباب مذاق عابد

ہاتفِ غیب بگفتا سنِ طبع و تالیف | کہ بیا نادر و نایاب مذاقِ عابد ۱۳۰۶

نتیجۂ فکرِ رسا عبدالقادر صاحب روشن تخلص تحویلدار فراش خانۂ حضورِ پرنور

دیوانِ حضرت ما عابد علی ہمین ست | بنگر کلام عرفان مملوست از فوائد
روشن بسال طبعش چون فکر کرد ہاتف | گفتا ــ زرمزِ باطن بینی مذاقِ عابد ۱۳۰۶

طبعزاد جناب سید شاہ مخدوم محمد محمد الحسینی سجادہ درگاہ حضرت سید شاہ ولی صاحب قبلہ

کلکِ فکرِ عابدِ والا نژاد | وا نمودہ مختفی اشکال را
یافتم تاریخ چون کردم شمار | یک ہزار و سہ صد و شش سال را ۱۳۰۶

طبعزاد گرامی بشن داس صاحب علاقہ نظم جمعیت سرکارِ عالی عموی شمبھو پرشاد جیو

چو شد مرتب بزیب و زینت بحسن و خوبی ز طرزِ دلکش
ہمہ غزلہای لطیف و رنگین فصیح و شیرین بلاغت افزا مذاقِ عابد
برای تاریخ سالِ ہجری چو فکر کردم ز غیب ہاتف
ندا رسیدہ ــ بدیع و فایق عجیب زیبا مذاقِ عابد ۱۳۰۶

طبعزاد محمد وزیر الدین صاحب تخلص مہر نبیرۂ غلام محی الدین صاحب جمعدار تلمیذ جناب شفیق صاحب لکھنوی

خوب ہی دیوان عابد کا چھپا | ایک عالم کو ہو وہ مطلوب آج
بندشیں اچھی مضامین ہیں بلند | فرد ہے یہ نسخۂ مرغوب آج
مہر نے تاریخ لکھی طبع کی | چھپ گیا بے مثل دیوانِ عجب آج ۱۳۰۶

طبع زاد جناب محمد امین الدین صاحب متخلص امین عرف ننھی صاحب

میر عابد علی صاحب دل	بین کلامش که گنج عرفان ست
گفت امین سال طبع دیوانش	هدیهٔ عاشقان رحمان ست

رای شمبھو پرشاد داماد رای منولعل متوفی سررشته دار صرف خا

ه محبوب دکن مطبوع شد یکتا	بموسوم مذاق عابد و مشهور شد هر جا
ن جناب پاک میر عابد علی صاحب	رسید بهر تاریخش ندا۔ شعر و سخن زیبا

طبعزاد محمد روشن خان صاحب محاسب علاقهٔ جناب مصنف صاحب

یه دیوان ہوا طبع و تالیف جب	ز عابد علی خان ذی مرتبت
سن اوسکا دبیر خرد نے لکھا	عجایب ہی یہ گلشن معرفت

طبعزاد محمد مراد علی صاحب ڈاکٹر علاقه جناب مصنف صاحب

شهرهٔ آفاق میر عابد علی	مرحبا یہ اونکی ہی فکر رسا
یون کہا ہاتف نے اوسکا سال طبع	دیکھیے مضمون ہی ہر یک نیا

طبعزاد محمد خیر الدین صاحب منشی علاقه جناب مصنف صاحب

هست والله مذاق عابد	شسته اشعار همه هوش ربا
بهر تاریخ سن طبع خرد	گفت گلدستهٔ فرحت افزا

م رسول ولد منشی محمد باقر کارپرداز جناب نواب میر عابد علی خان بہادر دام اقباله
ز تصنیفات جناب نواب صاحب معز جو کچھ کہ بہدست و میسر ہو مجتمع کرکی
[illegible] مذاق [illegible] ربیع الاول شریف سنه [illegible]
[illegible]

صحت نامه

صحیفه	سطر	خطا	صحیح	صحیفه	سطر	خطا	صحیح
۴	۳	ظاهر و باطن	باطن و ظاهر	۳۸	۷	کو	که
۵	۲	تیرا	اوسکا	۴۰	۶	باطلان	باطلانی
۵	۸	کرم	کرم و	الخ	۸ و ۹	[illegible]	[illegible]
۶	۷	پیرا	تیرا	۴۵	۵	بلای	کهلانی
۹	۲	حباب	سحاب	۴۶	۵	بین	مین
۱۰	۷	دنیا مین	اسیجا به	۴۸	۴	زرشید	زاهد
۱۲	۱	سنا و تو	سنا و ان تو	۴۲	۵	بیون	کونج
۱۳	۱	ندارم	ندارد	۴۳	۹	[illegible]	[illegible]
۲۸	۷	بیجران	بیجو	۱۰۳	۶	ریحی سامی	[illegible]
۲۹	۴	بنالم	ندارم	۱۰۹	۴	۱۲۳۹	۱۲۹۹
۳۰	۵	ازشیم	[illegible]	۱۱۲	۴	[illegible]	حسن
[illegible]	۱	[illegible]	[illegible]	۱۱۹	۱	کیا [illegible]	کیا [illegible]
[illegible]	۷	[illegible]	[illegible]	۱۲۷	۴	[illegible]	[illegible] دل

